بسم اللہ الرحمن الرحیم

توشۂ مسافر

تالیف

فہد بن یحیٰ العماری

قاضی اپیل کورٹ، مکہ مکرمہ

ترجمہ

محمد طاہر حنیف

داعی ومترجم مکتب دعوت وارشاد بطحاء ریاض سعودی عرب

مقدمہ

الحمدلله وحده والصلاة والسلام علی من لانبی بعده

انسان فطری طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرنا اور ایک حال سے دوسرے حال کی جانب منتقل ہونا پسند کرتا ہے۔ بلکہ بہت سے لوگوں کے نزدیک سفر ایک تفریح اور آرام کا سبب ہوگیا ہے۔ اس لئے آپ دیکھیں گے کہ وہ ہر ماہ ایک نئے شہر میں اور ہر گرمی کی چھٹی وہ ایک نئی سرزمین پر گزارتے ہیں۔ خواہ وہ عبادت کے لئے ہو جیسے حج و عمرہ، دعوت و تبلیغ وغیرہ یا تلاش علم و رزق کے لئے یا سیر وسیاحت اور شکار وغیرہ کیلئے۔ اس لئے بہتر ہے کہ جب وہ سفر میں یا اقامت میں ہوں تو اپنی عبادت کے احکام و مسائل سے آگاہ رہیں۔ یا موثوق علماء واصحاب فکر و منہج سے جو حقیقت میں صحیح، موثوق اور صاحب عقیدہ صحیحہ ہوں پوچھ لیا کریں۔ اس لئے کہ دینی سوال کرنا بھی دین کا حصہ ہے۔ لہٰذا آدمی کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دین حاصل کر رہا ہے۔ خصوصی طور پر آج کل کے زمانے میں کہ جس میں اعتقاد اور منہج و فکر میں بہت سی آمیزش اور بگاڑ پیدا ہوگیا ہے۔ بلکہ دین و مذہب اور دینی امور سے متعلق فتویٰ دینا ہر ایرے غیرے کا کام ہوگیا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا ہوگئے ہیں۔[۱] حالانکہ ایک مسلمان کیلئے اس کی زندگی میں اس کا سب سے قیمتی سرمایہ اور مقصد حیات اس کا وہ دین ہے جس سے اس کا تعلق بلوغت کے وقت سے لیکر دنیا سے اس کی رخصت

۱۔ بہت سے لوگ عالم، طالب علم، داعیہ، مقرر امام مسجد، موذن، قاری، جھاڑ پھونک کرنے والے اسلامی پروگرام پیش کرنے والے شریعت کالج کے طلبہ، اسلامی شاعر اور سوشل ایڈوائزر کے مابین فرق نہیں کرتے اور سب کو علم، فتوی اور امت کی قیادت میں یکساں قرار دیتے ہیں۔

تک باقی رہتا ہے۔ اسی میں اس کی کامیابی اور ناکامی پوشیدہ ہے۔ اسلئے اسے ایک تاجر کی طرح جو اپنے مال کے ضائع ہونے سے اندیشہ میں رہتا ہے۔ ہر آنے جانے والی چیزوں کے مقابلے میں اس قیمتی سرمایہ کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور اسے سفر کے بارے میں مختلف علماء کے اقوال یا حالت سفر میں رخصت اور چھوٹ تلاش کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

مسافر بھائیو! میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور ایک ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ گرم جوشی سے خوش آمدید کہنا دلوں کو کھولنے کی کنجی ہے۔ اور توشہ پیش کرنا دلوں تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ اور اس سے اچھا ہدیہ یا تحفہ کیا ہوگا کہ مسافر کو علم، ذکر، کتاب اور مسائل سے جوڑ دیا جائے۔ ایک عرب شاعر کہتا ہے:

”جب دوستوں سے ملاقات نہ ہوسکے تو کتاب کے ذریعہ جوڑنے سے بہتر کوئی راستہ نہیں ہے۔“

مسافر بھائیو!

بعض دوستوں کی فرمائش پر میں اپنی کتاب ”مختصر فی احکام السفر“ سے ماخوذ یہ ملخص احکام و مسائل پر مشتمل ایک تحفہ اور ہدیہ آپکی خدمت میں پیش کررہا ہوں جو آپ کے ایک رفیق سفر اور زاد راہ کا کام دے سکے۔ یہ ایک آسان اور مختصر رسالہ ہے جو مبتدی کے لئے ہدایت اور غور و فکر کرنے والے کے لئے توشۂ سفر ہے۔ میں نے پوری کوشش کی ہے کہ مسافر اس میں اپنا مقصود سفر پالے، میں نے اس رسالہ میں سفر کے اہم مسائل جو دو سو پچاس مسائل پر مشتمل ہیں اکٹھا کردیا ہے۔ اور انھیں اختلافی مسائل یا ضمنی مسائل اور چند مقامات کو چھوڑ کر باقی جگہوں پر دلائل کے ذکر سے گریز کیا ہے۔

میں نے اس چیز کو ملحوظ رکھا ہے کہ مسائل کو کتب احادیث، ان کی شروحات، اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ کرام رحمہ اللہ کی توجیہات کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ اور محققین کے نزدیک جو رائے دلیل کے قریب ہے اس کو اختیار کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ﴿٥٩﴾ النساء: ٥٩

"اے ایمان والوں اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور اولیائے امور کی پھر اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اللہ اور رسول کی طرف اس کو لوٹا دو، اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر اور تعبیر کے اعتبار سے اچھا ہے۔"

جو شخص ان مسائل میں اختلافات کو یا مذاہب اربعہ کی جانب ان کی نسبت کو یا ان مسائل کے دلائل کو تفصیل کے ساتھ دیکھنا چاہے انھیں ان کی اصل کتاب کی جانب یا فقہ کی بڑی کتابوں کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مفید، مقبول اور ہر زمانے کے لئے مبارک اور ثمر آور بنائے۔ میری موت کے بعد اسے میرے نیک اعمال میں شامل کرے۔ اور آخرت میں اسے توشہ آخرت بنائے۔ وہی سب سے بہتر مسؤل، مراقب اور مرجع وماوی ہے۔

اس رسالہ کا نام میں نے توشۂ مسافر رکھا ہے۔ اور اس کی طباعت و ترجمہ و نشر میں جو اخراجات آئے ہیں ان کو اپنے والدین اور گھر والوں کے حق میں صدقہ جاریہ کیا ہے۔

سفر کے فوائد

☆سفر غور و فکر کا مکان اور اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے۔

☆سفر انسان کی اپنی ذات میں تفکر اور اسکے محاسبہ کا مقام ہے۔ اور انسانی زندگی میں مقاصد حاصل کرنے اور اس کے لئے پروگرام تیار کرنے کی جگہ ہے۔

☆سفر آخرت کے گھر کیلئے سفر کی یاد دلاتا ہے۔ یعنی ایک گھر سے دوسرے گھر تک (دنیا سے برزخ تک) پھر وہاں سے آخری گھر تک ہمیں پہنچتا ہے۔ یعنی جنت یا جہنم (اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم سے محفوظ رکھے۔)

☆سفر ایک عبادت، سیر و سیاحت، صلہ رحمی اور دوست واحباب کی زیارت کا نام ہے۔

☆سفر ملک اور شہروں کی معرفت، ان کی تہذیب و ثقافت ان کے اخلاق و عادات اور ان کے مشاہیر کو جاننے کا نام ہے۔

☆مکہ مکرمہ اور مسجد نبوی کی زیارت کے لئے سفر ایمانی سفر ہے۔ جس میں نفس کی تربیت اخلاق کی پاکیزگی اور یادِ رسول ﷺ و صحابہ کرام کے ذریعہ ایمان میں افزودگی ہوتی ہے۔

☆سفر میں جسم کو نشاط اور دل کو پاکیزگی و طہارت حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کا من بھاری ہو، یا غم و حزن سے پریشان ہوں یا نفسی مریض ہو، ڈاکٹر لوگ اسے علاج کیلئے سفر کی نصیحت کرتے ہیں۔

☆سفر میں انسانی ذات کو اخلاقی اعتبار سے، دوسروں کے ساتھ معاملات کے اعتبار سے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکے تعلق کے اعتبار سے ظاہری اور مخفی حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔

مسافر بھائی! مسلمان کی زندگی کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے اور اس میں ایک پیغام ہوتا

ہے۔ اس لئے آپ کے سفر کا بھی کچھ مقصد ہونا چاہئے۔ اس میں علمی، دعوتی، دنیاوی اور عبادت کو عام کرنے کا ایک پیغام ہونا چاہئے۔

قارئین کرام! کتاب میں بہت سارے مقامات پر آپ کو لفظ "جمہور فقہاء" کی اصطلاح ملے گی۔ اور آپ سے یہ معاملہ مخفی نہیں کہ معروف فقہی مذاہب چار ہیں۔ فقہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی، اور ان کے درمیان یا ان کے متبعین کے درمیان فقہی فروعات میں اختلاف بھی آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے جب ان میں دو یا تین مذاہب کسی ایک کے مقابلے میں متحد ہو جاتے ہیں تو انھیں کو جمہور کہا جاتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ہمارے دل ان اختلافات کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور سلیقۂ اختلافات کا خیال رکھا جائے نیز تعصب مذہبی کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان بغض و حسد اور افتراق و انتشار نہ پیدا کیا جائے۔

اس مقدمہ کے بعد آیئے اب ہم سفر کے احکام شروع کرتے ہیں۔

باب نمبر ۱: جس سفر میں رخصت کی اجازت ہے اس کے قواعد و احکام

لوگ جس کو سفر سمجھتے ہیں وہ سفر ہے خواہ اس کی مسافت لمبی ہو یا مختصر، اس میں وقت زیادہ لگے یا کم، اس بارے میں وہاں کے عام شہریوں یا اکثریت کی رائے کا اعتبار ہوگا نہ کہ افراد کا اسلئے کہ سفر کی تحدید کے لئے کوئی واضح اور صحیح دلیل نہیں ہے۔ فقہاء کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے۔

عرف عام کے مطابق ایسے سفر کے لئے تین حالات ہے۔

۱۔ پہلی حالت یہ کہ اس سفر کے بارے میں لوگوں کا اتفاق ہو کہ اس کی مسافت سفر کی

مسافت ہے تو اس میں سفر کے احکام کی رخصت ہو گی۔
ب۔ دوسری حالت یہ کہ اس کے بارے میں لوگوں کا اتفاق ہو کہ اس کی مسافت سفر کی مسافت نہیں ہے۔ تو اس میں احکام سفر کی رخصت نہیں ہو گی۔
ج۔ تیسری حالت یہ کہ اس سفر کی مسافت کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہو تو اس صورت میں اصل کی بنیاد پر یعنی عدم سفر کی وجہ سے رخصت نہیں دی جائے گی۔
یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص ۸۸ کلومیٹر سفر کر چکا ہو وہ مسافر شمار کیا جائے گا۔ جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے۔ اور سفر کے اندازے کے لئے یہی مناسب بھی ہے۔[1]
۱: جو شخص مباح یا مستحب سفر کرے اگرچہ وہ سفر میں ارتکاب معصیت کر کے اس سفر کو حرام بنالے، اسے سفر کے احکام سے متعلق رخصت ہو گی۔
۲: جو شخص روزہ افطار کیلئے یا قصر نماز کے لئے سفر کرے اس کو سفر کی رخصت نہیں ہو گی اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حدود میں بہانہ بازی کر رہا ہے۔
۳: سمندری سفر کا حکم خشکی کے سفر کی طرح ہے۔ اگر اس میں عرف عام کے مطابق قصر کی مسافت تک کا سفر کیا گیا ہو تو احکام سفر کے مطابق اس کو رخصت ہو گی۔
۴: سفر میں مسافت کا اعتبار ہو گا خواہ مسافر اسے زیادہ دنوں میں طے کرے یا کم دنوں میں۔ یہ جمہور فقہاء کا خیال ہے۔
۵: سفر میں مسافت کی تحدید، جانے کی مسافت کے اعتبار سے ہو گی۔ آنے جانے کی مسافت کے اعتبار سے نہیں۔

۱۔ کیونکہ فرسخ کا اندازہ کرنے میں اختلاف ہے جس کی بنیاد پر کلومیٹر سے اندازہ کرنے میں اختلاف ہوا۔ بعض لوگ ۷۰ کلومیٹر اور بعض لوگ ۸۰ اور بعض ۱۶۰ کلومیٹر کا اندازہ کرتے ہیں۔

۶: جب انسان اس مسافت کے بارے میں شک میں ہو کہ اس نے عرف عام کے مطابق سفر کی مسافت طے کی ہے یا نہیں تو جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اسے اصل پر باقی رکھتے ہوئے مقیم شمار کیا جائے گا۔ اس لئے اسے روزہ افطار کیا قصر نماز کی رخصت حاصل نہیں ہو گی۔

۷: جس مسافر کے لئے منزل تک پہنچنے کے دو راستے ہوں ایک دور کا جس میں سفر کی مسافت پہنچ رہی ہو اور ایک قریب کا جس میں سفر کی مسافت کم ہو تو اس کے کئی حالات ہیں۔

ا۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے قریب کے راستے سے چلنا ممکن نہ ہو۔ بہانے کی وجہ سے نہیں تو اس صورت میں اس کے لئے احکام سفر کی رخصت ہے۔ اور یہی جمہور فقہاء کی رائے ہے۔

ب۔ اگر دور کے راستے کے اختیار کا مقصد سیر و تفریح ہے تو اصل (جو سفر ہے) کی بنیاد پر اس کے لئے رخصت ہو گی۔

ج۔ اگر قریب والا راستہ اختیار کرنا ممکن ہو اور کوئی عذر مانع بھی نہ ہو۔ پھر بھی وہ دور کا راستہ رخصت کی غرض سے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے اختیار کرتا ہے۔ تو اسے احکام سفر کی رخصت حاصل ہو گی۔

د۔ اگر وہ دور کا راستہ صرف رخصت حاصل کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے تو جمہور فقہاء کی رائے میں اسے رخصت حاصل نہیں ہو گی۔

باب نمبر ۲: احکام سفر کی ابتدا

۸: احکام سفر میں رخصت کے لئے نیت شرط ہے۔ اگر کوئی شخص کسی گمشدہ چیز کی

تلاش میں یا تفریح کیلئے نکلے مگر اس نے سفر کا ارادہ نہیں کیا ہے باوجودیکہ اس نے سفر کی مسافت سے زیادہ کا راستہ طے کر لیا ہے تو ائمہ اربعہ کے مذاہب کے مطابق اسے سفر کی رخصت حاصل نہیں ہو گی۔

۹: جب انسان شہر کی عمارتوں کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد آگے بڑھ جائے تو اسے رخصت حاصل ہو گی۔ اندرون شہر اسے رخصت سفر حاصل نہیں۔ اس پر علماء کا اجماع ہے۔

۱۰: شہر کی عمارتوں کے بعد کھیت اور باغات ہوں جن میں سالوں تک سکونت نہ ہو تو اس میں رخصت کا اعتبار نہیں ہو گا۔ بلکہ جن عمارتوں میں مستقل سکونت اختیار کی جاتی ہے۔ ان سے تجاوز کرنے کے بعد ہی سفر کا حکم شروع ہو جائیگا۔ چونکہ فیکٹریوں اور کمپنیوں میں عام طور پر سکونت نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا شمار نہیں ہو گا۔ ہاں جب ان میں کام کرنے والوں کی رہائش ہو تو عمارتوں میں ان کا شمار ہو گا۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

۱۱: عمارتوں سے مراد سڑک کنارے واضح اور ظاہر عمارتیں ہیں۔ جو عمارتیں پہاڑوں کے پیچھے اور راستے کے مقابل نہ ہوں ان کا اعتبار نہیں۔ یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔

۱۲: عام طور پر شہر کی حدود میں جو عمارتیں ہوں وہ سب شہر کا حصہ ہیں۔ اس لئے جب تک تمام عمارتیں پیچھے چھوٹ نہ جائیں سفر کی رخصت شروع نہیں ہو گی۔

۱۳: سفر کے احکام کی رخصت شہر کی عمارتوں سے جسمانی مفارقت کے بعد شروع ہو جائے گی۔ نگاہوں سے دوری کے ذریعے نہیں۔ اسی طرح سفر سے اپنے گھر واپسی میں جب تک وہ شہر میں داخل نہ ہو جائے اس کو رخصت حاصل رہے گی۔ داخل ہو جانے کے بعد اس کی رخصت ختم ہو گئی کیونکہ سفر ختم ہو گیا۔

۱۴: ہوائی جہاز میں مسافر کو اس وقت رخصت حاصل ہوگی جبکہ ہوائی جہاز فضائی طور پر نہیں بلکہ افقی طور پر عمارتوں سے دور چلاجائے۔ اور عمارتوں کے محاذات میں آجانے سے رخصت ختم ہوجائے گی۔

۱۵: مسافت کی پیمائش کا طریقہ جس شہر کا سفر کیا ہے اس کی ابتدا ہوگی یا مکان مقصود پر پہنچنے کے بعد؟ اس بارے میں دو صورتیں ہیں۔

(ا) اگر مکان مقصود اس شہر کے بعد ہو جہاں کا سفر کیا ہے، لیکن اس شہر سے گزرنے کے بعد اور اس سے الگ ہو تو اس صورت میں مکان مقصود کا اعتبار ہوگا۔

(ب) اگر مکان مقصود شہر کے اندر ہو تو فقہاء کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسافت کی پیمائش کا اعتبار شہر کے شروع حصہ کا ہوگا۔ اس لئے کہ فقہاء نے رخصت کی ابتدا کی تحدید شہر چھوڑنے کے ساتھ ہی کر دی ہے۔

۱۶: عمارتیں متفرق اور دو شہر آپس میں جڑے ہوں، ان کے مسائل

ا۔ جب تمام عمارتیں شہر کے تابع ہوں اور عمومی طور پر اسی سے منسوب ہوں۔ خواہ ان کے درمیان فاصلہ کم ہو یا زیادہ تو اس صورت میں شہر کی آخری عمارت چھوڑنے کے بعد رخصت شروع ہوگی۔ اس لئے کہ شہر سے باہر نکلنے کا حکم ہے۔

۲۔ جب ایک شہر کے قریب دوسرا شہر ہو، تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(ا) جب دونوں شہر ملے ہوئے ہوں تو رخصت کی ابتدا دونوں شہر سے نکلنے کے بعد ہوگی۔ گویا ایک ہی شہر سے نکلے ہیں۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

(ب) جب دونوں شہر جدا جدا اور الگ الگ ہوں تو ان کے درمیان فاصلہ کم ہو یا زیادہ اپنے شہر سے نکلنے کے بعد ہی قصر کا حکم شروع ہوجائے گا۔

باب نمبر ۳: سفر، اقامت اور وطن بنانے کی حیثیت سے لوگوں کی قسمیں اور ان کے مسائل

ا: جب کوئی انسان اپنے اصل شہر کو اپنا وطن بنالے اور اس سے باہر نکلے تو اس کی نیت واپس اپنے شہر کو لوٹنے کی ہو۔ دوسری جگہ کو اپنا وطن نہ بنائے تو اپنے شہر کے باہر اس کا حکم مسافر کا ہو گا۔

ب: کوئی اپنے اصل شہر کے علاوہ دوسرے شہر کو وطن بنالے اور وہاں سے اس کو کوچ کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کا حکم اس کے اصل وطن کی طرح ہے۔ اسلئے جب وہ اپنے اصل وطن کی جانب زیارت یا کسی اور کام کے لئے جائے گا تو وہ مسافر کہلائے گا۔ اور اس کے لئے مسافر کا حکم ہو گا۔ جیسا کہ نبی ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ ہوا۔

ج: جس نے کسی شہر یا ملک کی جانب سفر کیا اور وہیں مقیم ہونے کی مطلقاً نیت کرلی تو وہ وہاں کا متوطن کہلائے گا۔

د: راستے کا مسافر متفقہ طور پر احکام سفر کی رخصت سے مستفیض ہو گا اور وہ راہ چلتا مسافر کہا جائیگا۔

ہ: جب مسافر اپنے شہر میں ایک دن کے لئے بھی داخل ہو جائے یا وہاں سے گزرے تو اس کا سفر ختم ہو جائے گا اور وہ مسافر شمار نہیں ہو گا۔

و: ہمیشہ سفر میں رہنے والے جیسے ٹیکسی ڈرائیور یا بحری و بری جہازوں کے عملے، ان کی دو حالتیں ہیں۔

ا: اگر سفر میں ان کے ساتھ ان کے اہل و عیال ہیں تو ان کی سواری ہی ان کا وطن شمار

ہو گی۔ ایسی صورت میں جمہور فقہاء کے نزدیک ان کو احکام سفر کی رخصت نہیں ملے گی۔
۲۔ اگر ان کے اہل وعیال ساتھ نہیں ہیں تو احکام سفر کی رخصت ان کو حاصل ہو گی۔
ز: اگر کوئی شخص اپنے شہر سے سفر کے لئے نکل جائے اور کسی ضرورت کے تحت گھر واپس آئے تو کیا اس کو احکام سفر کی رخصت حاصل ہو گیا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔
۱۔ اگر قصر کی مسافت پر پہنچ کر واپس آئے تو اس کو رخصت ہو گی۔
۲۔ اگر قصر کی مسافت تک نہیں پہنچا تھا تو جمہور فقہاء کے خیال کے مطابق اس کو رخصت حاصل نہیں ہو گی۔
ح: جو آدمی کسی کام، تعلیمیا ضرورت کے تحت دوسرے ملک یا شہر کو گیا خواہ اس کا سفر وقت یا کام کے ساتھ مربوط ہو یا نہ ہو۔ اس بارے میں اختلاف ہے۔
پہلا قول: جمہور فقہاء کے نزدیک اگر اس نے چار دن یا اس سے زیادہ وہاں قیام کی نیت کی تو پوری نماز ادا کرے گا۔ جیسے نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر کیا۔
دوسرا قول: عبد اللہ بن عباس کے قول کے مطابق اگر اس نے ۱۹ دن قیام کي نیت کی تو قصر نماز ادا کرے گا۔ اس سے زیادہ کی نیت کي تو پوري نماز ادا کرے گا۔ جیسے نبي ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر کیا۔[۱]
تیسرا قول: سفر کے قواعد کی طرح اقامت کے قواعد بھی عرف عام کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس لئے جو لوگ اس کو مقیم سمجھتے ہیں ان کے خیال سے وہ مقیم ہے اور جو لوگ اسے مسافر سمجھتے ہیں ان کی رائے سے وہ مسافر ہے۔ اس حساب سے درج ذیل قاعدے نکلتے ہیں۔

۱۔ بخاری ح:۱۰۸۰

۱: ایک وہ عرف عام کہ وہ مقیم ہے جیسے وہ شخص جو ایک سال یا اس سے زیادہ کے لئے تعلیمیا کام کے واسطے دوسرے شہر میں قیام کرتا ہے۔

۲: دوسرا وہ عرف عام کہ وہ مسافر ہے جیسے وہ شخص جو حج، عمرہ یا تفریحی اعلاج کے لئے سفر کرتا ہے اور ایک ماہ، دوماہ یا زیادہ وہاں رہ جاتا ہے۔

۳۔ تیسرا وہ عرف جس میں اختلاف ہے، اس لئے جو لوگ اس کے قیام کے پہلو کو غالب قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ مقیم ہے اور جو لوگ اس کے سفر کے پہلو کو غالب سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ مسافر ہے۔ جیسے وہ شخص جو تعلیمیا کام کے واسطے کچھ ماہ سفر میں گزارتا ہے۔ اس میں دونوں پہلو کا احتمال ہے۔ مگر اقامت کا پہلو زیادہ غالب ہے۔

ان تمام اقوال میں قوت وطاقت ہے۔ اس لئے اس بارے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے خاص طور پر اس لئے بھی کہ اس کا تعلق نماز اور روزے، اسلام کے دو بنیادی ارکان سے ہے۔[1]

۱۔ عملی صورتیں جیسے: (۱) طلبہ خواہ اپنے ملک میں ہوں یا دوسرے ممالک میں مبعوث ہوں۔ وہاں وہ ایک سال یا چند سالوں تک سکونت پذیر ہوں۔ اور وہ جانتے ہوں کہکب ان کو اپنے ملک لوٹنا ہے۔ اور وہ بار بار تسلسل کے ساتھ ہمیشہ اپنے ملک آتے جاتے نہ ہوں تو وہاں ان کی حیثیت مقیم کی ہوگی، مسافر کی نہیں۔ اسلئے انسان کو فتاوی اور رخصتوں کی تلاش میں نہیں رہنا چاہئے اگرچہ بعض علماء اس طرح کا فتوی دیں۔

اگر انسان عبادت میں کامل اور پوری عبادت کا خیال کرے تو اس کا کیا نقصان ہے۔ اتمام کی صورت میں اس کو اپنی نماز کے صحیح ہونے کا پورا اطمینان ویقین ہوگا۔ اسلئے ایک مسلمان کو اس بارے میں تساہلی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۲) ملازمین وغیرہ کا ایک مستقل سکونت دوسرے شہر میں ہو اور وہ اپنے شہر کو بار بار آتا جاتا نہ ہو تو ان کے لئے بھی سابق مسئلہ کی طرح حکم ہے۔

(۳) جو شخص علاج، سیر وسیاحت، ٹریننگ یا کسی خاص کام یا حج عمرہ کے لئے چند دن، ہفتے، مہینے کے لئے سفر کرتا ہے۔ اس کا حکم مسافر کا ہوگا۔ خواہ واپسی کیلئے اس کی مدت متعین ہو یا نہ ہو۔

(۴) جب انسان کسی ضرورت کے لئے کسی شہر کا سفر کرے اور اسے معلوم نہیں کہ اس کی ضرورت کب ختم ہوگی تو اس کے لئے احکام سفر کی رخصت حاصل ہے۔ اور یہ فقہاء کے درمیان متفق علیہ مسئلہ ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ جب مسافر کو غالب گمان ہو کہ اس کا قیام طویل ہوگا تو اسے احکام سفر کی رخصت چھوڑ دینی چاہئے۔ اور وہ مسافر مقیم کہا جائے گا۔

۱۷: جس شخص کا ایک گھر اس کے اصلی وطن میں ہو اور دوسرا گھر اس شہر میں جہاں وہ منتقل ہو گیا ہے۔ اور وہاں اس کے اہل وعیال ہوں۔ اس کی مستقل سکونت ہو۔ جب وہ اپنے اصلی وطن میں چھٹیوں میں یا عید وغیرہ میں قیام کے لئے آئے گا تو قصر نماز پڑھیگا۔ اسلئے کہ وہ مسافر شمار ہو گا۔ اور گھر کا مالک ہونا پوری نماز پڑھنے کو مستلزم نہیں۔ ہاں اگر وہ ہمیشہ بار بار، دنوں، ہفتوں اور مہینوں تک قیام کے لئے آتا جاتا ہے تو ایسا شخص دو شہروں میں قیام والا شمار کیا جائے۔ اور دونوں شہروں میں وہ مسافر نہیں ہو گا۔ صرف دونوں شہروں کے راستے میں مسافر شمار ہو گا۔ اور وہاں اس کو رخصت حاصل ہو گی۔

۱۸: جس کی ایک بیوی دوسرے شہر میں ہو اور وہ کبھی کبھی وہاں کا سفر کرتا ہے اور چند روز وہاں ٹھہرتا ہے۔ پھر قیام کے لئے اپنے شہر کو لوٹ جاتا ہے۔ تو جب تک اسکی آمد ورفت اس شہر میں تسلسل اور ہمیشگی کے ساتھ نہ ہو وہ سابق مسئلہ کی طرح مسافر شمار ہو گا۔ اور مسافر کی رخصت اس کو حاصل ہو گی۔

۱۹: جب کوئی شخص کسی شہر میں مستقل طور پر ٹھہر جائے اور وہیں قیام کا عزم مصمم کرلے پھر اپنے والدین کی زیارت کے لئے اپنے اصل شہر میں جائے تو اپنے والدین کے قیام گاہ میں اس کی حیثیت مسافر کی ہو گی اور اس کو سفر کی رخصت دستیاب ہو گی۔

۲۰: بادشاہ، امیر یا حاکم اپنے ملک یا ریاست وحکومت میں ایک شہر سے دوسرے شہر کو جائے، اگر اس نے قصر کی مسافت طے کرلی ہے تو مسافر شمار ہو گا۔ اور جب تک سابق مسئلہ کی طرح بار بار اور مسلسل وہاں آتا جاتا نہ ہو اس کو احکام سفر کی رخصت حاصل ہو گی۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

تنبیہ:

مذکورہ اوصاف و حالات میں سے کوئی ایک اقامت کے لئے بذات خود سبب نہیں ہو گا۔ بلکہ اس میں جب دیگر اوصاف ملے ہوں جو عرف عام سے معلوم ہوں گے۔ جیسے بار بار آنا جانا۔ رہائش کے لئے قیام گاہ مہیا ہونا۔ چند دن یا ہفتے قیام کرنا وغیرہ یہ سب ملک کر اقامت کا سبب بنیں گے۔

۲۱: جو شخص ایک دن کے لئے بھی اتنی مسافت کا سفر کرے کہ وہ سفر شمار ہو پھر وہ گھر واپس ہو تو جب تک مسافر شمار ہو گا قصر کرے گا۔ ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔

۲۲: جو شخص روزانہ قصر کی مسافت تک آئے جائے اور اس کا آنا جانا زیادہ لمبا نہ ہو جیسے بہت سے طلبہ، مدرسین اور کام کرنے، تو ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ قصر نہ کریں۔ اس لئے کہ یہ ان کی عادت ہو گئی ہے۔ ہاں مشقت اور دشواری ہو تو بغیر قصر کئے وہ دو نمازوں کو اکٹھی کر سکتے ہیں۔ لیکن جب سفر طویل ہو تو جمع اور قصر دونوں کر سکتے ہیں۔

۲۳: جو شخص تعلیم یا کسی کام کی غرض سے قصر کی مسافت تک کا سفر کر کے دوسرے شہر میں جاتا ہے اور کچھ دن وہاں ٹھہر جاتا ہے پھر وہ ہفتہ والی چھٹی میں اپنے گھر کو لوٹتا ہے تو وہ کام والے شہر میں رخصت پر عمل کرے گا۔ اس لئے کہ اس کی ظاہری حالت وہاں سفر اور عدم سکونت کی ہے۔ جب اپنے شہر کو لوٹے گا تو پوری نماز ادا کرے گا۔

باب نمبر ۴: آداب

سفر کرنے کے لئے والدین کی اجازت کی کئی صورتیں ہیں۔

۱۔ حج کیلئے سفر کرنے میں والدین کی اجازت لینا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور اگر وہ منع کریں تو اطاعت کرنا ضروری نہیں اس لئے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

"معصیت اور گناہ میں کسی کی اطاعت نہیں بھلائی اور معروف میں اطاعت ہے[1]۔"

ہاں نفلی امور میں ان کی اجازت واجب ہے۔ اور اگر وہ منع کریں تو ان کی بات مان لینی چاہیے۔

۲۔ اس علم کے لئے سفر کرنا جو واجب عین ہو اور جس کا حصول اگر چہ جدید ٹیکنیکل ذرائع کے ذریعے بھی اسی شہر میں جس میں وہ رہتا ہے ممکن نہ ہو اس صورت میں والدین کی اجازت واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ منع کریں تو ان کی اطاعت بھی ضروری نہیں۔ بلکہ مستحب ہے کہ ان سے اجازت لے لیں۔ البتہ نفلی علوم کے لئے اجازت ضروری ہے۔

فرض کفایہ علم کیلئے والدین سے سفر کی اجازت طلب کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر اس شہر میں اس کا حصول ممکن نہ ہو اور طالب کی حصول علم کی قدرت وصلاحیت اور مہارت کی وجہ سے امت کو اس کی ضرورت ہے۔ تو اس صورت میں والدین کی اجازت واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۳۔ سفر تجارت کے لئے والدین کی اجازت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر اپنے یا گھر والوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے وہ سفر ہے تو ان کی اجازت واجب نہیں اور اگر صرف اضافہ مال کیلئے سفر کر رہا ہے تو اجازت ضروری ہے۔

۴۔ جہاد کے لئے سفر کی اجازت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جس شہر میں یا ملک میں معرکہ برپا ہے۔ اور علماء وحکام نے وہاں جہاد کے لئے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تو جمہور فقہاء کے نزدیک وہاں جہاد میں شرکت کیلئے والدین اور حاکم کی اجازت ضروری ہے۔ اور اگر

۱۔(بخاری ح(۷۲۵۷)

والدین یا دونوں میں سے ایک بشرطیکہ مسلمان ہو منع کریں تو جہاد میں شرکت حرام ہے۔ اس لئے کہ والدین کی اطاعت فرض عین اور جہاد میں شرکت فرض کفایہ ہے۔ سوائے ان حالات کے جن میں علماء کے فیصلے کے مطابق جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں جہاد کو والدین کی اجازت پر فوقیت دی جاتی ہے۔

۵۔ سفر مباح کے لئے والدین کی اجازت شرط ہے۔

والدین کی اطاعت کے سلسلے میں قاعدے کا اعتبار نفع و نقصان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہے۔ اور اس کی کئی صورتیں نکلتی ہیں۔

(ا) اگر مسافر کے سفر میں اس کے لئے فائدہ ہے اور والدین کو نقصان نہیں تو ان دونوں کی اجازت شرط نہیں۔

(ب) اگر اسکے سفر میں فائدہ تو ہے لیکن والدین کو نقصان تو اس صورت میں اجازت کی شرط ہے۔

(ج) اگر اس کے سفر نہ کرنے میں اس کو نقصان ہے۔ اور سفر کرنے میں ان دونوں کو نقصان ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ اگر طالب اجازت کا نقصان بڑا ہے تو ان دونوں کی اجازت کی شرط نہیں اور اگر ان دونوں کا نقصان بڑا ہے تو ان کی اجازت شرط ہے۔

۲۔ جب دونوں کا نقصان برابر ہو تو اس صورت میں حالات اور مسائل کی رعایت کی جائے گی۔ اور اس میں شک نہیں کہ فرمانبرداری اور نافرمانی کے درجات ہوتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ان کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق دے۔ اور ان میں سے جو فوت شدہ ہوں ان کی مغفرت فرمائے۔

مسئلہ: والدین میں سے ایک کی اجازت کافی نہیں بلکہ دونوں کی اجازت ضروری ہے۔

☆ فائدہ: جس کے اہل و عیال ہیں اس کے سفر کے بارے میں شیخ الاسلام سے سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا:

اہل و عیال والوں کے سفر کرنے سے اگر ان کی اولاد کو نقصان ہو تو وہ سفر نہ کریں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

" آدمی کے گناہ کے لئے یہ کافی ہے کہ جن کے رزق مہیا کرنے کی ذمہ داری اس پر ہے ان کو وہ ضائع کر دے[1]"

☆ مسافر کے لئے مستحب ہے کہ وہ سفر کرنے کے پہلے وصیت لکھ ڈالے۔ اور اگر اس کے اوپر حقوق ہیں تو یہ واجب ہے۔ جیسا کہ حکم دیا گیا ہے[2]۔

☆ سفر کے وقت اپنے اہل و عیال سے مشائخ سے اور دوستوں سے رخصت لینا مستحب ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب ہم نے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو رسول ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے رخصت چاہی[3]"

☆ مسافر کا اپنے گھر والوں کو اور دوستوں کو رخصت کرنا مستحب ہے۔ اس حدیث پاک کو دہراتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جب مسافر اپنے گھر سے رخصت ہو تو گھر والوں کو یہ کہے:

"استودعکم اللہ الذی لایضیع امانتہ[4]"

۱۔ احمد ۶۴۹۵۔ حاکم ۱۵۱۵۔ احمد شاکر اور شعیب آرناووط نے مسند کی تحقیق میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ ۶۴۶۵

۲۔ مسلم ۱۶۷۲ ۳۔ بخاری: ۲۹۵۴ ۴۔ احمد (۹۲۳۰): ابن ماجہ ۲۸۲۵) ابن السنی (۵۰۵) علامہ البانی نے صحیح ابن ماجہ (۲۸۲۵) میں اسے صحیح اور حافظ ابن حجر نے فتوحات (۵/۱۱۴) میں حسن قرار دیا ہے۔

”میں آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر رہا ہوں جس کی امانت کبھی ضائع نہیں ہوتی“

اور وہ لوگ اس کو جواب دیں گے۔

”نستودع اللہ دینک و امانتک وخواتیم أعمالك[1]“

ہم تمہارے دین، امانت اور اچھے اعمال پر خاتمے کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے۔

”زودک اللہ التقوی وغفر ذنبك ویسر لك الخیر حیث کنت[2]“

(اللہ تعالیٰ تمہارے تقویٰ کو زیادہ کرے۔ تمہاری مغفرت کرے۔ اور جہاں کہیں تم رہو تمہارا معاملہ آسان کرے)

☆ جن لوگوں کی طرف مسافر جارہا ہے ان کو سلام پہنچانے کے لئے مسافر کو نصیحت کرنی چاہئے۔ اگر اس نے سلام پہنچانے کی ذمہ داری قبول کرلی تو یہ اس پر امانت ہے جس کی ادائیگی ضروری ہے۔ اور اگر اس نے قبول نہیں کی تو ادائیگی ضروری نہیں۔ البتہ سلام بھیجنے والوں کو کہہ دینا چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو سلام پہنچا دینا تاکہ مسافر کو پریشانی نہ ہو۔

☆ جمعرات کے دن سفر کرنا مستحب ہے۔ حدیث میں ہے:

”نبی ﷺ جمعرات کو غزوہ تبوک کے لئے نکلے اور آپ جمعرات کو سفر کیلئے نکلنا پسند فرماتے تھے۔[3]“

ا۔ احمد (۴۵۴۲)۔ ترمذی (۳۴۴۲) ترمذی نے اسے صحیح کہا۔ احمد شاکر نے تحقیق مسند میں صحیح اور ابن حجر نے فتوحات میں حسن قرار دیا ہے (۵/۱۱۶) ۲۔ ترمذی (۹۲۳۰)۔ دارمی (۲۷۱۳)۔ اس کے شروع میں ”فی حفظ اللہ وکنفہ“ کا اضافہ ہے۔ ابن خزیمہ (۲۵۳۲)۔ البانی نے صحیح ترمذی میں (۳۴۴۴) صحیح قرار دیا اور ابن حجر نے فتوحات (۵/۱۲۰) میں حسن کہا ہے۔ ۳۔ بخاری (۲۹۵۰)

دنوں میں سے کسی مخصوص دن سفر کرنے سے بدشگونی لینا درست نہیں ہے۔ جب انسان سفر کرنے کا پختہ ارادہ کرلے تو کسی وقت بھی سفر کرنا چاہیے۔

☆دن کے ابتدائی حصہ میں سفر کے لئے نکلنا مستحب ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رات کو سفر کرنا مستحب ہے۔

نکتہ: ابن رحب رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"آخری رات میں سفر کرنا دنیا میں جسمانی سفر کے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالی کی جانب دلوں کے اعمال کو بھیجنے کے لئے اچھا ہے۔"

☆سفر خرچ کے لئے ایک شخص کے پاس مال رکھ دینا سنت ہے۔ اور سب لوگ مال رکھنے میں مشارکت کریں تاکہ پریشانی نہ ہو۔

☆ایسے لوگوں کی مصاحبت اختیار نہیں کرنی چاہیے جن کے ساتھ کتا، گھنٹی اور چیتے کے چمڑے ہوں۔ ان کو اپنے ساتھ لے جانا بھی درست نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"فرشے ان کے ساتھ نہیں ہوتے جن کے ساتھ کتے اور گھنٹیاں ہوں[1]"

(مراد رحمت کے فرشتے ہیں)

اور فرمایا:

"فرشتے ان کے ساتھ نہیں ہوتے جن کے پاس چیتے کے چمڑے ہوں[2]"۔

مزید فرمایا:

"اس قافلے کے ساتھ فرشتے نہیں ہوتے جنکے پاس جلجل یعنی چھوٹی گھنٹیاں ہوں۔"

۱۔ مسلم (۲۱۱۳)

۲۔ ابوداؤد۔ (۴۱۳۰)۔ نووی نے خلاصہ (۱/۷۸) میں حسن کہا ہے۔ اور اس کی صحت میں کلام کیا ہے۔

کتوں میں سے حراست و نگرانی کے کتے مستثنٰی ہیں۔ اسلئے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔
”چوپایوں کی نگرانی کرنے والے، شکاری اور کھیتوں کی دیکھ بھال کرنے والے کتوں کے علاوہ[۱]“

☆جب انسان اکیلا سفر کرے اور اس کے ساتھ کتا ہو تو اس کو بھی مذکورہ حکم شامل ہے۔ اس لئے کہ مرافقت کی قید اغلب ہے۔

☆مسافر کو اپنے سفر کے دوران جہاں تک ممکن ہو سفر کے احکام، حج و عمرہ کے احکام یا تجارت و شکار وغیرہ کے احکام یا کفار کے ساتھ لین دین کے احکام کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اور ان کے تعلق سے جو کتابیں معاون ہوں ان کو پڑھنا چاہیے۔

مسافرین کیلئے اَسلاف کے نصائح:

ایک شخص رسول ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ میں سفر کرنے والا ہوں مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا:
”تقویٰ اختیار کرو۔ اور ہر اونچی چیز پر چڑھنے لگو تو اللہ اکبر کہو، پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے لئے زمین کی مسافت لپیٹ دے۔ اور اس کا سفر آسان کر دے۔[۲]“

رسول ﷺ نے معاذ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا:
”تم دونوں آسانی پیدا کرنا۔ تنگی نہیں کرنا۔ خوشخبری دینا۔ نفرت پیدا نہیں کرنا۔ ایک

۱۔ احمد (۴۸۱۱)، نسائی (۵۲۲۰) شعیب ارناؤط نے تحقیق مسند (۴۸۱۱) میں اور البانی نے سلسلہ الاحادیث الصحیحۃ (۱۸۷۴) میں صحیح قرار دیا ہے۔

۲۔ احمد (۸۳۱۰) ترمذی (۳۴۴۵) امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ اور حاکم (۲۴۸۱) نے صحیح قرار دیا ہے۔ شعیب ارناؤوط نے تحقیق مسند (۸۳۱۰) میں حسن قرار دیا ہے۔

دوسرے کی بات تسلیم کرنا۔ اختلاف نہیں کرنا۔ آپس میں الفت و محبت اور موافقت و یگانگت سے رہنا اور اختلاف سے دور رہنا۔“

یہ ایسی نصیحت ہے جسکی ضرورت ہر مسافر کو ہوتی ہے۔ اور مسلمانوں کی زندگی میں خواہ وہ مقیم ہوں یا مسافر، اسے بروئے کار لانا چاہیے۔

یہ نبوی نصائح و ارشادات بہت سے مسلمانوں کے دل و ذہن سے دور ہو گئے ہیں۔ اس لئے آج بہت سے مسلم معاشرے اور سماج نفرت و عداوت اور اکھاڑ پچھاڑ اور بگاڑ کے سرچشمے بن گئے ہیں۔

امام یحیٰ لیثی فرماتے ہیں کہ:

جب میں نے امام مالک سے رخصت ہوتے وقت نصیحت کرنے کی درخواست کی تو انھوں نے کہا: ”اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے اور مسلمان کے امراء و عوام کے لئے خیر خواہی کو لازم پکڑو، پھر میں امام لیث کے پاس آیا اور ان سے بھی وہ درخواست کی جو امام مالک سے کی تھی تو انھوں نے بھی وہی فرمایا جو امام مالک نے کہا تھا“

-ایک بدو خاتون نے اپنے بیٹے کو سفر کے لئے جاتے وقت کہا: بیٹے! تم دوستوں سے جدا ہو رہے ہو اور اجنبی لوگوں کے پاس جا رہے ہو اس لئے لوگوں سے اچھی طرح مل جل کر رہنا اور ظاہر و پوشیدہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔

-ایک دوسری خاتون نے اپنے بیٹے کو سفر کے وقت کہا: خبردار اپنے دین کی سخاوت مت کرنا (یعنی دین کو مت چھوڑنا) اور مال میں بخیلی نہ کرنا۔ جس نے بردباری اور سخاوت کو اکٹھا کر لیا اس نے عمدہ پوشاک پہن لیا۔

محمد الخضر جب جرمنی میں تھے تو فرمایا کرتے تھے:

جب سمندر تمہاری نگرانی کرنے والوں کی آنکھیں بند کر دے اور تم پر طعنہ کرنے والوں کے منہ پر مہر لگا دے پھر تمہارے ادب کے لباس کو اتارنے کے لئے تم کو پھسلائے تو کہو کہ فضل وشرافت صرف وطن ہی میں نہیں ہے۔

-بڑا بننے سے پرہیز کرو، متواضع رہو، اور دوسروں پر بوجھ مت بنو۔ مجاہد کہتے ہیں: میں عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت کے لئے ساتھ رہا مگر وہ میری خدمت کرتے تھے۔

-سفر میں اپنے اصول اور روایات کو ایسے کلب اور بازاروں میں فروخت کرنے سے پرہیز کرو جہاں مال کے حصول، شہوت وخواہشات کی تکمیل کے لئے اقدار کی نیلامی ہوتی ہے۔ اسی طرح بغیر ضرورت اختلافی مسائل میں الجھنے اور اپنے علم ومعرفت کا دکھاوا کرنے سے احتیاط کرو۔

-سفر میں اپنی نیت خالص رکھو، اور اگر وہ سفر عبادت کے لئے ہے تو اس سے مقصود اللہ کی رضا ہو اور اگر عام سفر ہے تو اس کے ذریعے اپنے اہل عیال کو خوش کرکے اس کو عبادت میں شامل کرلو۔ اس لئے کہ جو مال تم خرچ کروگے یا جو پریشانی اور مشقت تم برداشت کروگے۔ انشاءاللہ اس پر تم کو اجر ملے گا۔ اس لئے اپنے تمام معاملات کو اللہ کی اطاعت ورضا کے لئے لگادو۔

-روزانہ کے اوراد واذکار اور تلاوت قران کی محافظت کا خیال رکھو۔ بہت سے لوگ سفر کی تفریح میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان چیزوں سے غافل ہوجاتے ہیں۔

میں نے بہت سے نیک لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ سفر کے دوران کم از کم پانچ پارے قرآن مجید کی تلاوت اور قیام اللیلیارات کے اذکار کو چھوڑتے نہیں تھے۔

سفر میں امیر بنانے کا حکم اور اس کے مسائل

ا۔ سفر میں امیر بنانا مستحب ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

”جب تین آدمی سفر میں ایک ساتھ نکلیں تو ان میں سے ایک کو اپنا امیر بنا لیں۔[۱]“

۲۔ امیر مرد ہوں گے خواتین نہیں۔

۳۔ سفر کے معاملات میں زیادہ علم رکھنے والا دینی امور کے واقف کار پر مقدم ہو گا۔ اس لئے کہ سفر میں امارت کے لئے یہی مطلوب ہے۔

۴۔ امارت شوریٰ اور انتخاب کے ذریعہ ہو گی۔

۵۔ امارت کی ابتدا اور انتہا سفر کی ابتدا اور انتہا کے ساتھ مربوط ہو گی۔

۶۔ امیر بنانے کے لئے شرطیں (۱) سب افراد سفر میں ہوں۔ (۲) تین یا اس سے زیادہ ہوں۔ (۳) اگر دو ہوں تو ان کے مابین معاملہ شورائیت پر ہو گا۔

۷۔ امیر کی اطاعت واجب ہے۔

۸۔ امیر سفر کی اطاعت ان چیزوں میں واجب ہے جو سفر سے متعلق ہیں۔ جیسے کسی مخصوص جگہ پر قیام کرنا، کھانے وغیرہ امور کو دیکھنا، معاملات کو اپنے ساتھیوں کو سپرد کرنا وغیرہ۔ دیگر معاملات میں نہیں۔ اور جو سفر سے متعلق معاملات نہ ہوں۔ ان میں ان کو ڈالنا مناسب نہیں بلکہ یہاں پر ان کو جو خاص حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ وہ عام قاعدے کے حساب سے ہے۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امیر کو تمام مباحات، عبادات اور معاملات میں اختیار حاصل ہو گیا یہ درست نہیں ہے۔ اور ان کی اطاعت بھی فقط بھلائی کے امور میں ہو گی اور جس سے مامورین کو مشقت اور ضرر ہو یا جو ان کے بس اور طاقت سے باہر ہو اس میں امیر کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

۱۔ ابو داؤد (۲۶۰۸) طبرانی (۸۰۹۳) ابو حاتم نے صحیح کہا ابو سلمہ پر موقوف کرتے ہوئے علل ابو حاتم (۲۲۵) اسی طرح دار قطنی نے علل (۱۷۹۵) میں امام نووی نے مجموع (۴/۳۹۰) میں حسن اور شوکانی نے نیل الاوطار (۸/۲۹۴) میں صحیح کہا ہے۔

۹۔ جب امیر اور قافلہ والوں میں اختلاف ہو جائے۔ خاص طور پر قبلہ کی تعیین کے معاملے میں تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اس لئے کہ یہاں اور اسی طرح کی دیگر عبادات میں اس کی اطاعت درست نہیں۔

۱۰۔ نماز میں امیر سفر سے زیادہ امامت کا حقدار عالم ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"جب تین آدمی سفر میں ہوں، تو ان میں امامت کا سب سے زیادہ حقدار ان میں کا سب سے قاری یعنی عالم ہے۔ [۱]"

سفر کی مسنون دعائیں:

سفر کے لئے نکلتے اور واپس ہوتے وقت جب سواری پر سوار ہو تو دعاء کرنا مستحب ہے۔ شہر سے نکلتے ہوئے نہیں۔

دعاء سفر یہ ہے کہ تین بار اللہ اکبر کہے پھر یہ دعاء پڑھے۔

"سبحان الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وإنا إلى ربنا لمنقلبون- اللهم إنا نسألك في سفرنا هذا البرِ والتقوى ومن العمل ما ترضى- اللهم هون علينا سفرنا هذا واطوعنا بعده - اللهم أنت الصاحب في السفر والخليفة في الأهل- اللهم إني أعوذبك من وعثاء السفر وكأبة المنظر وسوء المنقلب في المال والأهل "

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کر دیا حالانکہ ہم اسے ملنے والے نہیں تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کا جسے تو پسند کرتا ہے۔

۱۔ مسلم (٦٧٢)

اے اللہ! ہمارا یہ سفر ہم پر آسان کر دے۔ اور اس کی دوری ہم سے لپیٹ دے۔ اے اللہ تو ہی سفر میں ساتھی اور گھر والوں میں نائب ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی مشقت سے اور مال و اہل میں منظر کے غم سے اور ناکام لوٹنے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اور جب واپس لوٹے تو ان کلمات کو کہے اور ان میں یہ اضافہ کرے۔

"آئبون، تائبون، عابدون. لربنا حامدون"

ہم واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے رب ہی کی حمد کرنے والے ہیں۔ مسلم (۱۳۴۲)

ایک روایت میں ہے۔ "والخليفة فى الاهل والمال" ایک دوسری روایت میں ہے۔ "والحور بعد الكور و دعوة المظلوم[1]" ایک روایت میں ہے۔ "سوء المنظر فى الأهل والمال والولد[2] " ایک روایت میں ہے کہ جب سفر سے لوٹ کر گھر میں داخل ہو تو کہے، "توباً توباً لربنا أوبا لايغادر حوبا[3] " أى اثما، ایک اور روایت میں ہے کہ جب سفر کے وقت سواری پر سوار ہو تو انگلی پھیلا کر دعاء سفر کو پڑھے۔ [4]

دعاء سفر کے کچھ الفاظ کے معانی۔

مقرنین، طاقت رکھنے والے۔ الوعثاء، سختی، المنقلب۔ لوٹنے کی جگہ، الکابۃ۔ غم وغیرہ سے نفس کا بدل جانا۔ سوء المنقلب یعنی لوٹ کر اپنے اہل وعیال اور مال میں بری چیز دیکھے۔

۱۔ مسلم (۱۳۴۲) ۲۔ نسائی (۵۴۹۹) نووی نے ایضاح (۴۹) میں اور البانی نے صحیح نسائی میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ ۳۔ احمد (۲۳۱۱) ابن حجر نے فتوحات (۵/۱۷۲) میں حسن اور احمد شاکر نے تحقیق مسند (۲۳۱۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔ ۴۔ ترمذی (۳۴۳۸) نسائی (۵۵۰۱) علامہ البانی نے صحیح ترمذی میں صحیح کہا ہے۔

☆جب ابتداء سفر میں دعاء کرنا بھول جائے تو جس طرح کھانے یا وضو کرنے میں اثناء وضوء یا کھانے میں بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح دوران سفر دعاء پڑھ لے۔

☆"آئبون" اور اس کے بعد کے کلمات اس وقت کہے جائیں جب اپنے شہر کے قریب ہو جائیں اس لئے کہ حدیث میں ہے:

"جب ہم مدینہ کے قریب ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

"آئبون. تائبون. عابدون.لربنا حامدون"

آپ ﷺ برابر ان کلمات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔[1]

☆جب انسان سفر میں ایک شہر سے دوسرے شہر کو آتا جاتا رہے۔ تو پہلی بار دعاء پڑھ لینا کافی ہے، بار بار دعاء پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

☆غور کیجئے، دعاء سفر میں آپسی خوشگوار رابطے، اور عمدہ تنظیم کے بڑے معانی پوشیدہ ہیں۔ اس لئے کہ یہ کلمات نبوی تعلیمات، ایمانی انوار اور بہترین تنبیہات پر مشتمل ہیں۔

☆سفر میں کثرت سے دعاء و استغفار پڑھنی چاہئے۔ اسلئے کہ وہ دعاء، انکساری، عاجزی و پریشاں حالی کی وجہ سے قبولیت دعاء کا مقام ہے۔

☆جب کسی جگہ قیام کے لئے فروکش ہوں تو درج ذیل دعاء پڑھیں، جو اس دعاء کو پڑھے گا، وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

"أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق[2]"

"میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ذریعہ ہر اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو اس نے پیدا کی ہیں۔"

☆مسافر کے لئے مستحب ہے کہ جب وہ اونچی زمین پر چڑھے تو اللہ اکبر کہے، اور نشیبی زمین میں آئے تو سبحان اللہ کہے۔[3]

۱۔ بخاری (۳۰۸۵) ۲۔ مسلم (۲۷۰۸) ۳۔ بخاری (۲۹۹۳)

☆مسافر کے لئے مستحب ہے کہ جب وہ کسی شہر میں داخل ہو تو یہ دعاء پڑھے۔

"اللهم رب السماوات السبع وما أظللن والأرضين السبع وما أقللن ورب الشياطين وما أضللن ورب الرياح و ما ذرين- أسألك خير هذه القرية وخير أهلها و خير ما فيها ونعوذبك من شرها وشر ما فيها [1]"

ترجمہ: اے اللہ، ساتوں آسمان کے مالک اور جنکو وہ سایہ کئے ہے، اور ساتوں زمین کے مالک اور جن کو وہ کم کئے ہے۔ اور شیطانوں کے مالک اور جن کو وہ گمراہ کئے ہے۔ اور ہواؤں کے مالک اور جنکو وہ اڑاتی ہیں۔ میں اس بستی، اس میں رہنے والے اور جو کچھ اس میں ہے ان سب کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس بستی کی برائی اور اس میں جو کچھ ہے ان سب کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

☆جب ساتھی موجود ہو تو انسان کا اکیلا سفر کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بغیر ضرورت سفر کرنا مکروہ ہے۔ اسلئے کہ اول اس کی ممانعت ہے [2]۔ دوم اس میں وحشت اور چور وغیرہ کے غلبہ کا ڈر ہے، سوم اگر کوئی نقصان وغیرہ کی نوبت آئے تو اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

☆مسافر کے لئے مستحب ہے کہ ایسا رفیق سفر اختیار کرے جو پرہیزگار، متقی، نرم خو، خیر خواہ اور برائی سے دور رہنے والا ہو، اپنے ساتھی کا ہم نوا اور ہم خیال ہو، راستے میں اگر کچھ پریشانی ہو تو برداشت کرنے والا، صبر کرنے والا اور نکتہ چینی نہ کرنے والا ہو۔

۱۔ ابن حبان (۱۷۰۹) حاکم (۲۴۸۸) حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے اور ابن حجر نے فتوحات مکیہ (۵ / ۱۵۴) میں حسن کہا ہے۔

۲۔ بخاری (۲۹۹۸) ترمذی (۱۶۷۳) ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔

ایک عرب شاعر کہتا ہے۔

"جب تم سفر میں کچھ لوگوں کی صحبت اختیار کرو تو ان کے لئے رحیم و شفیق ہو جاؤ"

تنبیہ: اکیلے انسان کو سفر کرنے سے نبی ﷺ کی ممانعت میں جو امور پوشیدہ ہیں۔ اگر انسان ان کے اندر غور و فکر کرے گا تو بہت سی حکمت کی باتیں اور راز اسے معلوم ہو جائیں گے۔

ہم نے سنا اور دیکھا بھی ہے کہ جو لوگ اکیلے سفر کرتے ہیں۔ وہ کس قدر خطرات اور پریشانیوں کا سامنا کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات مصیبت و تنگی اور ذلت و رسوائی کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ اور وہ کتنا ہی عقلمند ہو، اکیلے ہونے کی وجہ سے بالکل بے بس اور کمزور ہو جاتا ہے۔

سفر کے بارے میں کہاوت ہے۔

☆جو رفیق سفر کے لائق ہوتا ہے وہ قیام کے ساتھی کے لائق بھی ہوتا ہے۔ مگر کبھی کوئی قیام کا ساتھی ہوتا ہے لیکن رفیق سفر کے لائق نہیں ہوتا۔

☆سفر مخفی اور پوشیدہ چیزوں کو نکال دیتا ہے۔ اور آدمی کے اخلاق کو ظاہر کر دیتا ہے۔ علیؓ کا فرمان ہے "سفر لوگوں کا میزان ہے"

☆امام حرمین سے سوال کیا گیا کہ سفر کیوں عذاب کا ٹکڑا ہے۔ تو انھوں نے برجستہ کہا "اس لئے کہ اس میں دوستوں سے جدائی ہو جاتی ہے۔"

☆امام ابن حجر نے فرمایا:

☆سفر میں انسان غیر معمولی خود پہن لیتا ہے جو قیام کی حالت میں نہیں پہنتا

☆سفر میں مروت و سلوک یہ ہے کہ زاد راہ خرچ کیا جائے۔ ساتھیوں سے اختلاف نہ

کیا جائے، اور اللہ کی ناراضگی کے علاوہ دیگر امور میں ہنسی مذاق کیا جائے۔ اور جب ان سے جدا ہوں تو آپ کے ذکر جمیل کا تذکرہ ہر جگہ ہو۔

باب نمبر ۵: عقیدہ کے مسائل:

ا:۔ کفار کے شہر یا ملک کی جانب چند شروط کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔

(ا) وہاں کا سفر اور قیام ضرورت کے تحت ہو۔

(ب) ایمان اتنا قوی ہو کہ خواہشات کو پھٹکنے نہ دیں۔ اور علم اتنا ہو کہ شبہات کو دور کر سکیں۔

(ج) اس ملک یا شہر میں اپنے دینی شعائر کو قائم کر سکیں۔

۲:۔ ایسے ممالک یا شہر کے لئے سیر و تفریح کی خاطر سفر کرنا جہاں شر و فساد پھیلا ہوا ہو جائز نہیں۔ خاص طور پر جب انسان کا ان برائیوں میں واقع ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

۳:۔ عذاب شدہ علاقوں کی جانب سفر کرنا یا یونہی سیر و تفریح یا عجوبہ دیکھنے کے لئے جانا (جیسے مدائن صالح وغیرہ) درست نہیں۔ ہاں عبرت و نصیحت حاصل کرنے کے لئے جانے میں کوئی حرج نہیں۔

بحیرہ مردار (Dead Sea) کیلئے سفر کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ اس کے قوم لوط کا مسکن ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

۴:۔ آثار قدیمہ کی زیارت کی دو حالتیں ہیں۔

<u>پہلی حالت</u>: صرف اس کی زیارت کے لئے سفر ہو تو اس کی کئی صورتیں ہیں۔

(ا) اگر عبادت کی غرض سے وہ زیارت ہے تو یہ جائز نہیں اس لئے کہ مسلمان مشروع عبادت کرتا ہے۔

(ب) اگر سیر و سیاحت کی غرض سے یا علم و معرفت کے لئے یہ زیارت ہے تو چند شرطوں کے ساتھ یہ جائز ہے۔

۱۔ اس زیارت سے اللہ کا تقرب یا ان جگہوں کا تبرک مقصود نہ ہو۔

۲۔ ان مقامات کی تعظیم مقصود نہ ہو۔

۳۔ وہاں حرام اور ممنوع مظاہر نہ ہوں جن کا وہ انکار نہ کرسکے جیسے شرک و بدعات کے مظاہر۔

دوسری حالت: صرف اس کی زیارت کے لئے سفر نہ ہو تو مذکورہ شروط کے ساتھ وہ جائز ہے۔

۵:۔ ان درگاہوں اور مزاروں کی زیارت کرنا تبرک حاصل کرنے کے لئے یا ان میں مدفون لوگوں سے برکت حاصل کرنے کے لئے یا ان کو چھونا یا پونچھنا یا ان کے مسنون یا مستحب ہونے کا اعتقاد رکھنا جائز نہیں ہے۔ جیسے غار ثور، غار حراء، احد پہاڑ، عرفہ کی پہاڑی، حضرت حسینؓ، زینب، صلاح الدین اور بدوی وغیرہ کے مزارات اور درگاہیں۔ ان سب کے پاس نماز پڑھنا، دعاء کرنی اس کے چاروں طرف طواف کرنا۔ شفاء کے لئے وہاں کی مٹی لینا یہ سب ناجائز اور حرام ہیں۔ اس لئے کہ وہ سب ایسی بدعات و خرافات ہیں جنھیں صحابہ نے نہیں کیا ہے۔ باوجودیکہ وہ سب زیادہ جانکار اور اللہ سے ڈرنے والے تھے۔

باب ۶: طہارت کے احکام

۱۔ سمندر میں پیشاب کرنا جائز ہے۔ مگر چھوٹی نہروں میں جن کا بہاؤ کمزور اور کم ہے یا ایسے تالاب جنکا پانی بہتا نہیں ہے۔ ان میں نجاست کے جلدی سرایت کر جانے اور اکثر

وہاں کے پانی کا استعمال کرنے کی وجہ سے ان میں پیشاب کرنا جائز نہیں۔

۲۔ پانی میں خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، بہتا ہو یا رکا ہوا جیسے تالاب اور چھوٹی نہروں کا پانی۔ ان میں قضائے حاجت کرنا حرام ہے۔ اس لئے کہ یہ عمل اسے ناپاک کر دے گا۔ اور اس لئے بھی کہ لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں۔ مگر سمندر میں یہ عمل حرام نہیں۔ قضائے حاجت کے لئے دریا کے کنارے یا تالاب کے کناروں سے دور رہنا چاہئے تا کہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

۳۔ چالو راستے یا ایسے سایے میں جن سے لوگ سایہ حاصل کرتے ہیں۔ قضاء حاجت کرنا متفقہ طور پر حرام ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

"دو لعنت والی جگہوں سے بچو، لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جو لوگوں کے راستے میں یا ان کے سایہ کی جگہوں میں قضاء حاجت کرتا ہے۔[۱]"

۴۔ پھلدار درخت کے نیچے قضاء حاجت کرنا حرام ہے۔ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور پھل بھی خراب ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں حرام ہیں۔

۵۔ جو درخت پھل والا نہ ہو اور جہاں لوگ سایہ حاصل نہ کرتے ہوں اس کے نیچے قضائے حاجت مکروہ نہیں۔

۶۔ قضائے حاجت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پردہ اختیار کرے اور لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو۔ اس ممانعت پر اجماع ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

"کوئی آدمی دوسرے آدمی کی شرمگاہ کو نہ دیکھے[۲]۔"

۱۔ مسلم (۲۶۹) ۲۔ مسلم (۳۳۸)

۷۔ سمندر، دریا، نہر، وادی اور تالاب کے پانی سے بالاجماع وضو کرنا جائز ہے۔
۸۔ جس پانی کا رنگ درخت کے رنگین پتوں، کائی، مٹی، زنگ یا دیر تک ٹھہرنے کی وجہ سے بدل جائے بالاجماع اس سے وضو کرنا جائز ہے۔
۹۔ جس پانی کی بو ارد گرد کی نجاست کی وجہ سے بدل جائے اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ لیکن جب اس کا ذائقہ اور رنگ بدل جائے تو بالاجماع ناجائز ہے۔
۱۰۔ جس پانی کے بارے میں شک ہو کہ وہ پاک ہے یا ناپاک اور ابھی سے پہلے اس کا حال معلوم نہ ہو تو چونکہ اصل طہارت ہے، اس بنا پر اس سے وضو کرنا جائز ہے۔
۱۱۔ سخت سردی میں اگر جنابت کی وجہ سے مسافر پر غسل واجب ہو اور وہ مرض کے خوف سے پانی استعمال نہ کر سکے، پانی گرم کرنے کا وسیلہ بھی نہ ہو یا گرم کرتے ہوئے وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو جمہور فقہاء کے مذہب کے مطابق اسے تیمم کرنا جائز ہے۔ اگر اس کے پاس تھوڑا پانی ہو جو غسل کے لئے کافی نہ ہو تو وہ اس سے وضو کر لے اور غسل کے لئے تیمم کر لے۔ اگر پانی استعمال کرنے کی طاقت ہے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے۔
۱۲۔ پانی نہ ہو یا مرض وغیرہ کی وجہ سے اس کے استعمال کی قدرت نہ ہو تو مٹی سے تیمم کرنا چاہئے۔ اگر مٹی بھی نہ مل سکے تو زمین پر جو گرد و غبار، ہو اس سے تیمم کر سکتے ہیں۔
۱۳۔ ہوائی جہاز کا مسافر یا ایسی جگہ میں رہنے والا جہاں پانی نہ ہو اور نہ تیمم کے لئے کوئی ذریعہ، وہ حسب حال نماز پڑھے گا۔ یہ مسئلہ دو پاکی حاصل کرنے کی چیزوں یعنی پانی اور مٹی کے مفقود ہونے کی صورت میں ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ البقرة: ٢٨٦

"اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت کے سوا مکلف نہیں کرتا۔"

۱۴۔ ہوائی جہاز کی کرسیوں، کارپیٹ اور دیواروں پر تیمم کرنا درست نہیں اس لئے کہ یہ سب مٹی کے اجزاء نہیں ہیں۔

۱۵۔ مسافر تین دن اور تین راتیں، اور مقیم ایک دن اور ایک رات اپنے موزے پر مسح کر سکتا ہے۔ موزے پہننے کے بعد جب وضو ٹوٹ جائے اور مسح کرے اس وقت سے مدت کی ابتدا ہو گی۔

۱۶۔ جب انسان اقامت کی حالت میں مسح شروع کرے، پھر وہ مسافر ہو تو مسافر کی مدت کے لئے مسح کرے گا۔

۱۷۔ جب سفر کی حالت میں مسح شروع کیا تھا۔ پھر وہ مقیم ہو گیا تو جمہور فقہاء کے خیال سے وہ مقیم کی مدت کا مسح کرے گا۔

۱۸۔ اقامت کی حالت میں وضو ٹوٹ گیا، پھر مسح کرنے سے پہلے سفر شروع کیا تو بالاجماع مسافر کی مدت کا مسح کرے گا۔

۱۹۔ موزہ پہننے کے بعد وضو ٹوٹنے سے پہلے سفر کیا تو بالاجماع مسافر کا مسح کرے گا۔

۲۰۔ مسح کے شروع کرنے کے وقت میں شک ہو کہ وہ مسافر تھا یا مقیم؟ تو وہ احتیاطاً مقیم کی مدت کا مسح کرے گا۔

باب نمبر ۷: اذان واقامت کے احکام

۲۱۔ جمہور فقہاء کے نزدیک مسافرین کی جماعت اور منفرد پر اذان دینا اور اقامت کہنا مستحب ہے۔

۲۲۔ جمہور فقہاء کے خیال سے اگر بغیر اذان واقامت یا صرف اقامت سے نماز ادا کرلی گئی تو وہ نماز صحیح ہے۔

۲۳۔ اگر مسافر لوگ کسی مسجد میں داخل ہوں اور وہاں اس وقت کی اذان ہوچکی ہو تو ان کے لئے اقامت کافی ہے۔ تا کہ لوگوں میں بے اطمینانی نہ ہو۔

۲۴۔ جب مسافر ہوائی جہاز یا موٹر کار وغیرہ میں سوار ہو تو اس کے لئے اذان دینا جائز ہے۔

۲۵۔ جمہور فقہاء کے نزدیک عذر کی وجہ سے ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اذان دینا جائز ہے۔ اور بغیر عذر کے کراہت کے ساتھ صحیح ہے۔

۲۶۔ اذان میں قبلہ کا استعمال مستحب ہے۔ جس پر اجماع ہے۔ قبلہ کے علاوہ رخ کر کے اذان دینا کراہت کے ساتھ صحیح ہے۔

باب نمبر ۸ : نماز کے احکام

۲۷۔ نماز میں ناف سے گھٹنہ تک کی ستر پوشی شرط ہے۔ اگر کوئی ناف سے اوپر اور دونوں کندھوں یا ایک کو کھلا چھوڑ کر نماز پڑے تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس کی نماز صحیح ہے۔ مگر بہتر ہے کہ اختلاف و کراہت سے بچتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب کا خیال کرتے ہوئے اگر قدرت ہے تو اسے ڈھانک لے۔

۲۸۔ سفر میں خواہ شہر کے باہر ہو یا اندر لوگوں سے سوال کر کے قبلہ کی تلاش واجب ہے۔ اس لئے کہ نماز کے لئے قبلہ شرط ہے۔

۲۹۔ اگر کسی نے بغیر محنت و تلاش کے غیر قبلہ کی جانب نماز پڑھ لی اور اس کو قدرت ہے تو وہ جمہور فقہاء کے مذہب کے مطابق مطلقاً نماز کا اعادہ کرے گا یعنی دہرائے گا۔

۳۰۔ اور اگر تلاش و محنت کے بعد غیر قبلہ کی جانب نماز پڑھ لی تو اگر سفر کے دوران راستے میں یا شہر کے باہر ہو تو جمہور فقہاء کے خیال سے اسے نماز اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

۳۱۔ اگر تلاش ومحنت کے بعد غیر قبلہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھ لی اور مسافر شہر کے اندر ہے تو جمہور فقہاء کے خیال سے وہ نماز کا اعادہ نہیں کرے گا اس لئے کہ اس کے عمل میں وسعت موجود تھی۔

۳۲۔ شہر کے اندر جب مقیم نے مسافر کو قبلہ کی جہت بتادیا اور اس کو معلوم ہو گیا کہ وہ غلطی پر تھا تو نماز اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ اس کے عمل میں وسعت تھی اور یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔

۳۳۔ قبلہ کے تعیّن میں کافر کا قول قبول نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ یہ عبادت کا معاملہ ہے۔ معاملات کا نہیں۔ جمہور فقہاء یہی کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر وہ قول وامانت داری میں موثوق ہے تو اس کی بات مان لی جائے گی۔ اور یہی صحیح ہے۔

۳۴۔ جب مسافر مقیم امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گا تو پوری نماز پڑھے گا۔ پھر اگر وہ اکیلا یا دیگر مسافروں کے ساتھ جمع نماز پڑھنا چاہے تو قصر کر سکتا ہے۔

۳۵۔ اگر نفلی نماز ہو تو اسٹیمر یا کشتی میں استقبال قبلہ کی شرط نہیں ہے۔ لیکن فرض نماز ہو تو استقبال قبلہ کے ساتھ قیام، پورا رکوع اور پورے سجدے کرنے ہوں گے۔ پھر جب کشتی رخ پھیرے تو قدرت ہونے کی صورت میں مسافر قبلہ کی طرف رخ پھیر لے۔ قدرت نہ ہونے کی صورت میں استقبال قبلہ فرض نہیں، عذر کی وجہ سے یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ اور یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔

۳۶۔ مسافر کے لئے سنت کی ادائیگی جیسے عام نفل، وتر، چاشت کی نماز اور تہجد کی نماز سنت ہے، اور فجر کی سنت کے علاوہ دیگر سنت مؤکدہ کو چھوڑ دینا مسنون ہے۔

۳۷۔ نماز کے بعد مسافر کے لئے اشراق کے لئے بیٹھنا اور اس کے بعد نماز پڑھنا خواہ وہ جہاز میں ہو یا ہوٹل میں یا کہیں اور سنت ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھے یا اکیلا اس

بارے میں فضیلت آئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی پھر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بیٹھا رہا پھر اس نے دو رکعات نماز پڑھی تو اس کو پورا حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا[۱]۔“

۳۸۔ سفر سے پہلے رات کے شروع حصہ میں وتر کی نماز پڑھنا افضل ہے یا آخری رات میں جہاز میں بیٹھ کر وتر پڑھنا بہتر ہے؟ اس میں دونوں امر کا احتمال ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ انسان وہ کام کرے جو اس کے دل کے لئے بہتر ہو۔ اس لئے کہ دل کی پاکیزگی اور اخلاص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اصل مطلوب و مقصود ہے۔

۳۹۔ جو شخص سفر کی حالت میں مکہ آئے اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ عام نفل نماز ادا کرے۔ اس لئے کہ سنت مؤکدہ اس کے حق میں مسافر ہونے کی وجہ سے مسنون نہیں ہے۔ لھذا نوافل کے ذریعے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔

۴۰۔ جو شخص سفر کا ارادہ کر رہا ہے۔ اور وہ اپنے شہر کے اندر ہے، شہر کی عمارتوں سے جدا نہیں ہوا کہ نماز کا وقت ہو گیا تو اس کو سفر کے احکام کی رخصت نہیں ہو گی۔ اس لئے کہ رخصت عمارتوں کو چھوڑ دینے کے بعد شروع ہوتی ہے۔ اس پر اجماع ہے۔

۴۱۔ وقت داخل ہونے کے بعد اس نے سفر کیا اور عماتوں کو پیچھے چھوڑ آیا تو وہ قصر کرے گا۔ اور جب وقت داخل ہونے کے بعد اپنے شہر میں داخل ہو جائے تو پوری نماز پڑھے گا۔ اس لئے کہ جمہور فقہاء کے نزدیک وقت کے داخل ہونے کا نہیں بلکہ نماز کی ادائیگی کے وقت کا اعتبار ہو گا۔

۱۔ ترمذی (۵۸۶) ،ابن حجر نے تخریج مشکاۃ (۱/ ۴۳۴) میں حسن اور البانی نے صحیح ترمذی میں اس کو صحیح کہا ہے۔
دیکھیں مولف کی کتاب ”بغیۃ المشتاق فی احکام جلسۃ الاشراق“

۴۲۔ اگر ایئرپورٹ شہر کے باہر ہو اور ریزرویشن کنفرم ہو تو مسافر وہاں قصر نماز پڑھے گا۔ اگر کنفرم نہ ہو تو قصر نہیں کرے گا اس لئے کہ ابھی سفر کا عزم بالجزم نہیں ہوا ہے۔

۴۳۔ جب ایئرپورٹ شہر کے اندر ہو تو ریزرویشن کنفرم ہو یا نہ ہو وہ قصر نہیں کرے گا اس لئے کہ ابھی وہ شہر کی عمارتوں سے جدا نہیں ہوا ہے۔

۴۴۔ اگر مسافر نے جہاز میں فرض نماز قصر پڑھی اور جہاز شہر کی حدود میں افقی طور پر داخل ہو گیا ہے تو وہ کامل نماز دہرائے گا اس لئے کہ سفر ختم ہو گیا ہے۔

۴۵۔ اگر اپنے شہر میں نماز کا وقت ہو جانے کے باوجود نہ پڑھ سکا اور بھول گیا، پھر سفر کی حالت میں اسے یاد آیا جبکہ اس کا وقت نکل چکا تھا تو ائمہ اربعہ کے مذاہب کے مطابق وہ کامل فوت شدہ نماز ادا کرے گا۔

۴۶۔ اگر سفر کی نماز سفر کے دوران نہ پڑھی سکا، اور بھول گیا، اور وقت نکل جانے کے بعد حالت اقامت میں اسے یاد آیا تو جمہور فقہاء کی آراء کے مطابق فوت شدہ نماز قصر ادا کرے گا۔

۴۷۔ جب سفر کی نماز حالت سفر میں ہی یاد کرے تو فوت شدہ نماز قصر پڑھیگا۔

۴۸۔ ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں متعدد جماعت قائم کرنا غیر مشروع عمل ہے اور اسلاف سے اس کی اصل ثابت نہیں۔

۴۹۔ نماز میں قصر کی نیت شرط نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہی اصل ہے۔ اور فقہاء کی ایک جماعت نے اس کو بیان کیا ہے۔ اس بنا پر اس سے مندرجہ ذیل کئی مسائل نکلتے ہیں۔ صحیح رائے کے مطابق قصر یا اتمام کے لئے کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔

(ا) جب مقتدی نے کامل نماز پڑھنے کی نیت کی اور امام نے قصر کی تو مقتدی بھی قصر

کرے گا۔

(ب) جب مقتدی نے قصر کی نیت کی اور امام نے کامل نماز کی تو مقتدی بھی اپنے امام کی اقتدا میں کامل نماز پڑھے گا۔

(ج) جب نماز شروع کر دی اور قصر یا کامل نماز پڑھنے کی نیت نہیں کی اور دو رکعات نماز پڑھ لی تو امام ہو یا مقتدی اس کی نماز صحیح ہو گی۔

(د) جب کوئی اس شخص کی اقتدا کرے جس کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ مسافر ہے یا مقیم تو امام جو نماز پڑھیگا وہی مقتدی کو بھی لازم ہے۔

(ھ) جب مسافر کامل نماز کی نیت کرے خواہ وہ امام ہو یا اکیلا، پھر اسے یاد آیا کہ وہ مسافر ہے تو قصر نماز ادا کرے گا۔

۵۰۔ چار رکعات والی نمازیں قصر کی جائیں گی، مغرب اور فجر بالاجماع قصر نہیں ہوں گی۔

۵۱۔ جب مغرب کی نماز دو رکعات جہالت کی وجہ سے قصر پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے اور پھر اسے مغرب پڑھنی پڑے گی۔

۵۲۔ جب مسافر نے قصر کی نیت کی، پھر تیسری رکعت کے لئے بھول کر اٹھ گیا تو جمہور فقہاء کے نزدیک وہ لوٹ کر بیٹھ جائے گا اور سجدہ سھو کرے گا۔

۵۳۔ جب ایک مسافر نے دیگر مسافرین کو نماز پڑھائی اور بھول کر ان کو کامل نماز پڑھا دی تو مقتدی پر امام کی متابعت ضروری نہیں بلکہ اس کو چھوڑ دیں اور اگر اس کی متابعت کر لی تو ان سب کی نماز باطل نہیں ہو گی۔

۵۴۔ جب مسافر نے قصر کی نیت کی اور بھول کر پوری نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہے

مگر اس کو سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔

۵۵۔ جب مسافر نے قصر کی نیت کی، پھر بھول گیا اور نماز کے دوران قصر سے کامل نماز کی طرف تحویل ہونا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ قصر سنت ہے۔

۵۶۔ سفر کی نمازوں میں ہلکی قرأت کرنا سنت ہے۔ اس پر اجماع ہے۔

۵۷۔ مسافر کے لئے فجر کی نماز میں سورہ زلزلہ کی تلاوت مستحب ہے اور دونوں رکعات میں پڑھی جاسکتی ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں ہے۔

''نبی ﷺ نے صبح کی نماز میں دونوں رکعات میں سورہ زلزلہ پڑھی'' [1]

۵۸۔ کیا مسافر پر مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی واجب ہے؟

اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) جب مسافر راستے میں اذان سنے تو اس کے لئے مسجد میں جا کر نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی ضرورت سے وہاں اترے تو بھی جماعت میں شامل ہونا واجب نہیں۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ وہ شہر میں قیام پذیر ہو تو اس بارے میں اختلاف ہے۔

• کہا گیا ہے کہ اگر مسافر ایک ہو یا زیادہ اگر سفر والے شہر میں ٹھہرا ہوا ہے تو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔

• ایک قول یہ ہے کہ اگر وہ خود جماعت کے ساتھ ہے تو اپنی نماز جماعت کے ساتھ خود پڑھیں گے مسجد کی جماعت میں حاضری ضروری نہیں۔ ہاں اگر اکیلا ہے تو مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھیگا۔

۱۔ ابو داؤد (۸۱٦) نووی نے خلاصۃ الاحکام (۱۲۲٦) میں اسے حسن کہا ہے۔

• ایک قول یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنا واجب نہیں اس لئے کہ وہ مسافر ہے اور جب مسافر سے رکن اسلام ہونے کے باجود نماز میں تخفیف کی گئی ہے تو واجب میں تخفیف بدرجہ اولی ہے۔

مذکورہ اختلافات اپنی جگہ مگر انسان کو اپنے دین کے لئے احتیاط برتنی چاہئے۔ اور مسجدوں میں نماز پڑھنے کا جو اجر و ثواب ہے، اس کو اپنے لئے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ خاص طور پر جو لوگ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کا سفر کرتے ہیں اس لئے کہ ان مقامات پر ثواب کی جو حیثیت ہے وہ معروف ہے۔

۵۹۔ جہاز میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے کئی احوال ہیں۔

پہلی حالت: جب نماز کی باجماعت ادائیگی کے لئے جہاز میں کشادہ مکان ہو تو مکان کی وسعت کے مطابق باری باری لوگ جماعت سے نماز پڑھیں گے۔

دوسری حالت: جب ایک سے زیادہ کشادہ مکان موجود ہو تو ایک امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔ اس لئے کہ اکثر جہاز بڑے نہیں ہوتے اور صفوں کا آپس میں ملنا نماز کے لئے شرط ہے۔

تیسری حالت: جب کچھ لوگ اکٹھا نماز پڑھنے کا ارادہ کریں اور سفر اتنا طویل ہو کہ نماز کو مؤخر کر کے مطلوب شہر پہنچ کر اکٹھی نماز ادا کرنے کا وقت نہ رہے اور کرسیوں کے علاوہ نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہو۔ اگر اکیلا بھی ہے تو کھڑے ہو کر ارکان نماز ادا نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں وہ سب آگے پیچھے، یا دائیں بائیں ہو کر جماعت سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اب امام ان کے درمیان ہو گا یا وہ سب امام کے دائیں ہوں گے؟ بہتر یہ ہے کہ اختلاف سے پرہیز کرتے ہوئے وہ سب امام کے دائیں طرف ہو جائیں صرف اشد

ضرورت کے تحت ان کے درمیان میں امام ہو۔
۶۰۔جب جہاز میں صرف ایک شخص کیلئے نماز پڑھنے کی جگہ ہو جہاں وہ قیام ورکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھ سکے تو کیا افضل اکیلے نماز پڑھنا ہے یا جماعت کے ساتھ بیٹھ کر؟
اوپر گزر چکا ہے کہ راہ چلتے مسافر پر جماعت سے نماز پڑھنا واجب نہیں ہے۔ اور جب معاملہ ایسا ہے تو مسئلہ میں رکن اور واجب کے درمیان غور ہو گا۔ اور کوئی شک نہیں کہ رکن واجب پر مقدم ہے۔
۶۱۔مسافر صرف مغرب کی نماز میں تورک (تشہد میں پاؤں پھیلا کر اس پر بیٹھنا) کرے گا۔ اس لئے کہ تورک ان نمازوں میں مسنون ہے جن میں دو تشہد ہوں۔ اور سفر کی نماز قصر کے ساتھ ہے اس لئے مغرب کے علاوہ دیگر نمازوں میں دو تشہد نہیں۔
۶۲۔میت کی نماز جنازہ، تدفین اور تعزیہ میں شرکت کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ یہاں پر زمین کے کسی حصہ کے لئے سفر نہیں ہو رہا ہے۔ جبکہ زمین کے کسی حصہ کے لئے سفر کرنا (تین مسجدوں کے علاوہ) خواہ وہ مسجد ہو یا قبر یا درگاہ و مزارات وغیرہ حرام ہے۔ البتہ رشتہ داروں کی زیارت، دوستوں سے ملاقات، طلب علم کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔
۶۳۔ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک جنازہ کے ساتھ سفر کرنا۔ اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔
(ا) اگر میت کے جسم یا عزت کو موت کی جگہ سے منتقل نہ کرنے کی صورت میں خطرہ ہو، جیسے کافر ممالک یا مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے والے ممالک تو اس صورت میں میت کو وہاں سے منتقل کرنا واجب ہے۔

(ب) اگر اس کے منتقل کرنے سے عزت و آبرو یا جسم کو خطرہ ہو اور موت والے شہر میں اس کی تدفین محفوظ ہو تو وہاں سے میت کو منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔

(ج) نزدیک کی جگہوں سے میت کو منتقل کرنا جس کی مسافت سفر کی مسافت نہ ہو جیسے مکہ، مدینہ کے آس پاس سے وہاں میت کو لانا جائز ہے۔ اس لئے کہ یہ مسموح ہے۔

(د) بغیر ضرورت میت کو منتقل کرنے میں اختلاف ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ منتقل نہ کیا جائے۔

باب نمبر۹: مسافر کے لئے مقیم کی اقتدا اور اس کے برعکس کے احکام

۶۴۔ مقیم امام کے پیچھے مسافر کی نماز جائز ہے۔ نیت یا نماز کے مختلف ہونے کا کوئی نقصان نہیں۔

۶۵۔ کامل نماز پڑھنے والے امام کے پیچھے قصر کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی: جب مسافر ابتدائے نماز میں امام سے مل جائے یا رکعات میں سے ایک رکعت اس کے ساتھ پا جائے تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس کو کامل نماز پڑھنی واجب ہے۔

دوسری: جب مسافر ایک رکعت سے کم میں امام کو پائے تو جمہور فقہاء کے خیال سے وہ کامل نماز ادا کرے گا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"امام اقتداء کے لئے بنایا گیا ہے"[۱]

اور یہ دلیل بھی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود اور دیگر صحابہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی اور ان میں سے کسی نے قصر نہیں کیا۔[۲]

۱۔ بخاری (۳۷۸) مسلم (۴۱۱) ۲۔ ابوداؤد (۱۹۶۰) علامہ البانی نے صحیح ابوداؤد میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

فائدہ: عبد اللہ ابن مسعود نے قصر کی رائے رکھنے کے باوجود حضرت عثمان کے پیچھے کامل نماز پڑھی اور جب صحابہ کرام نے ان سے سوال کیا کہ آپ نے حضرت عثمان کے پیچھے کیوں پوری نماز ادا کی تو انھوں نے فرمایا کہ اختلاف شر ہے۔ یہ واقعہ پوری امت کے لئے ان کے دفتر میں، گھر میں اور دیگر معاملات میں ایک سبق اور نصیحت ہے جس پر عمل کرنا چاہئے۔

٦٦۔ جب مسافر کامل نماز پڑھنے والے امام کے ساتھ مل جائے، پھر اس کی نماز باطل ہو جائے یا اسے یاد آئے کہ وہ پاک نہیں ہے۔ تو لوٹنے کے بعد اگر اکیلا نماز پڑھتا ہے تو قصر کرے گا۔

٦٧۔ جب کوئی مسافر ایسے امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جس کے بارے میں وہ سمجھے کہ وہ بھی مسافر ہے اور اس کے ساتھ دو رکعات اس کو مل گئی۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ پوری نماز پڑھنے والا ہے۔ تو اگر اس کا علم جلد ہوا ہے تو پوری نماز ادا کرے گا اور اگر دیر سے علم ہوا ہے تو امام کی متابعت نہ ہونے کی وجہ سے دو رکعات کا اعادہ کرے گا۔

٦٨۔ امام اور مقتدی کے مابین نماز مختلف ہونے کے باوجود امام کی اقتدا جائز ہے۔ جیسے مقتدی مغرب کی نماز اور امام عشاء کی نماز پڑھ رہا ہو تو یہ اختلاف نقصان دہ نہیں ہے۔ جیسے نماز خوف میں۔

٦٩۔ جب کوئی عشاء کی نماز پڑھنے والے مسافر امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہوا اور وہ خود مغرب پڑھنا چاہتا ہے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر تیسری رکعت پڑھ لے۔ اور جب امام مقیم ہو تو مسافر تیسری رکعت کے بعد بیٹھا رہے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے۔ یہی افضل ہے۔ اور اگر تیسری رکعت کے بعد مسافر سلام پھیر

دے اور پھر عشاء کی نیت سے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو بھی جائز ہے۔

۷۰۔ جب مسافر عشاء کی نیت سے مسافر امام کے ساتھ یا مقیم امام کے ساتھ جو مغرب کی نماز پڑھ رہا ہے، شامل ہو تو وہ پوری نماز پڑھے گا۔ اس لئے کہ مغرب قصر نہیں ہے۔ اور جمہور فقہاء کی آراء کا یہی تقاضہ ہے۔

۷۱۔ جب مسافر اور مقیم اکٹھے ہوں تو ان میں اللہ کی کتاب کا جو زیادہ عالم ہے وہ امامت کا زیادہ حقدار ہے۔ ہاں اگر وہ امام مسجد ہو، یا امیر یا گھر کا مالک ہو پھر وہ زیادہ مستحق ہے۔

۷۲۔ اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقیم شخص مسافر کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور اس کے سلام پھیرنے کے بعد وہ باقی نماز پوری کرے گا۔

۷۳۔ جب مقیم دیگر مسافرین کو نماز پڑھائے، پھر کسی عذر کے سبب نماز سے نکل جائے اور مسافر اس کی نیابت کرے تو وہ صرف دو رکعات ان کو پڑھائے گا ہاں اگر چار رکعات والی نمازوں میں دو رکعات سے آگے بڑھ چکا ہے تو پوری نماز پڑھائے گا۔

۷۴۔ اگر مسافر مقیم افراد کی نماز پڑھائے اور کسی عذر سے وہ نماز سے نکل جائے اور مقیم اس کی نیابت کرے تو ان کو چار رکعات کامل نماز پڑھائے گا۔

۷۵۔ جب ایک مسافر یا کئی ایک مقیم امام کے ساتھ رمضان میں تراویح نماز میں شامل ہو جائیں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

اول: اگر وہ اپنے شہر میں آ کر ان کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں تو فوت شدہ نمازیں کامل پڑھیں گے اور سلام کے بعد باقی کی تکمیل کریں گے۔

دوم: اور اگر سفر کئے گئے شہر میں امام کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں تو اپنی فوت شدہ نمازیں قصر پڑھیں گے، الگ سے جماعت کرنے کی ضرورت نہیں تا کہ لوگوں میں بے

چینی اور پریشانی نہ ہو۔

۷۶۔ جس مسجد میں قبر ہو اس میں نماز کے جواز یا عدم جواز کی کئی صورتیں ہیں۔

(ا) اگر قبر پیچھے سے یا دائیں بائیں سے مسجد کی دیوار سے باہر ہو تو اس مسجد میں نماز پڑھنا صحیح ہے ہاں اگر وہ ایک مقبرہ ہے اور وہاں مسجد بعد میں بنائی گئی ہے تو اس میں نماز صحیح نہیں۔

(ب) اگر قبر قبلہ کی جانب مسجد سے باہر ہو اور دیوار یا راستہ کے ذریعے مسجد اور قبر کے درمیان فاصل ہو تو اس مسجد میں نماز جائز ہے۔ اور کسی انسان کے لئے قبر کے استقبال کی نیت کرنا درست نہیں۔

(ج) اگر مسجد کے اندر قبر ہو، کسی جگہ بھی تو اس میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

''سنو! تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا کرتے تھے۔ تم ان کو مسجد نہ بنانا۔ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں[1]۔''

اور کسی چیز سے ممانعت اس کے باطل اور فاسد ہونے کی دلیل ہے۔

(د) جب قبر مسجد کی صحن میں ہو اور وہ مسجد کی دیواروں سے گھری ہو تو اس مسجد میں نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ اور اگر صحن کی دیواریں مستقل ہوں مسجد سے الگ ہوں تو اس صحن کا حکم بھی مسجد کے حکم میں ہے اگر اس میں نماز پڑھی جائے، اور اگر صحن میں نماز نہ پڑھی جائے تو اس میں موجود قبر کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۔ مسلم (۵۳۲)

۷۷۔ جس نے کسی مسجد میں نماز پڑھی اور معلوم ہوا کہ اس میں قبر ہے یا اس کے سامنے قبر ہے مگر کوئی فاصل نہیں تو وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے گا۔ اور اگر اس کو معلوم نہیں ہوا بلکہ بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں قبر تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۷۸۔ کلیسا میں اگر مجسمے اور تصویریں ہوں تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے منع کیا تھا۔[1]

۷۹۔ ایسی جگہ جہاں قبلہ کی جانب صلیب ہو نماز نہ پڑھنا بہتر ہے۔ ہاں اگر دشواری ہو یا اس کو ہٹانے میں وقت نکل جانے کا خدشہ ہو تو کوئی وجہ نہیں۔

باب نمبر ۱۰: جمع (دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے) کے احکام

۸۰۔ جمع تاخیر میں نیت شرط ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ پہلی نماز کے داخل ہونے کے وقت ہی نیت کرلی جائے۔

۸۱۔ جمع تقدیم میں نیت شرط نہیں ہے۔ اس لئے اگر پہلی نماز سے فارغ ہو جائے پھر دوسری نماز جمع کرنیکا ارادہ کرے تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ شرط کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

۸۲۔ جب مسافر کے لئے اپنے شہر میں ہی رہتے ہوئے نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے گزر چکا ہے کہ اس کے لئے قصر کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح جمع کرنا بھی درست نہیں۔ ہاں اگر دوسری نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو اور وہ کسی حال میں نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کے لئے بغیر قصر کئے جمع کرنا جائز ہے۔

۱۔ بخاری (۴۳۴) ابن ابی شیبہ (۴۸۶۷)

۸۳۔ اپنے شہر سے نکل جانے اور نماز کا وقت ہو جانے کے بعد مسافر کے لئے ان نمازوں کو جو اکٹھی کی جاسکتی ہیں جمع کرنا جائز ہے۔

۸۴۔ دو نمازوں کو جمع کرنے کا وقت پہلی نماز کے وقت کی ابتداء سے دوسری کے اختیاری وقت کے اخیر تک ہے۔ اس لئے ظہر اور عصر کی نمازوں کو عصر کے بعد سورج کے زرد ہونے کے بعد تک مؤخر کرنا درست نہیں اور مغرب وعشاء کو آدھی رات کے بعد تک مؤخر کرنا جائز نہیں۔

۸۵۔ ظہر کی نماز عصر کے ساتھ اور مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ جمع تقدیم ہو یا تاخیر اکٹھی پڑھی جائیں گی۔ فجر کے ساتھ کوئی نماز جمع نہیں ہو گی۔ اسی طرح عصر اور مغرب یا عشاء اور فجر اکٹھی نہیں ہوں گی۔

۸۶۔ اگر کوئی شخص جمع تاخیر کی نیت کرے اور دوسری نماز کے وقت ہونے سے قبل ہی اپنے شہر میں داخل ہو جائے تو پہلی نماز کو دوسری کے ساتھ اکٹھی نہیں پڑھے گا بلکہ اگر تھوڑا وقت ہو پھر بھی ہر نماز کو اس کے وقت پر کامل ادا کرے گا۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔

۸۷۔ جب کوئی شخص جمع تاخیر کی نیت کرے پھر سفر والے شہر میں داخل ہو جائے اور دوسری نماز کا وقت ہونے میں ابھی کچھ وقت ہے تو اس کی کئی صورتیں ہیں۔

پہلی: اگر مسجد میں نہ ہو تو بہتر ہے کہ وہ دوسری نماز کے وقت کا انتظار کرلے۔ پھر دونوں نمازوں کو جمع اور قصر کے ساتھ پڑھے، اور اگر وقت کا انتظار نہ کرے بلکہ فوراً پڑھ لے تو جائز ہے۔

دوسری: اگر دوسری نماز کی اذان ہونے کے بعد اور اقامت سے پہلے مسجد میں داخل ہو

تو وہ پہلی نماز قصر پڑھے گا۔ پھر دوسری نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے گا۔

تیسری: اگر مسجد میں ایسے وقت میں داخل ہوا جب لوگ دوسری نماز ادا کر رہے ہوں تو وہ پہلی کی نیت سے جماعت میں مل جائے گا جیسا کہ مسافر کی اقتدا مقیم امام کے مسائل میں گزر چکا ہے۔

۸۸۔ جب مسافر جمع تاخیر کی نیت کرے اور دوسری نماز کا وقت ہو جانے کے بعد اپنے شہر میں داخل ہو۔ تو سفر ختم ہونے کی وجہ سے وہ دونوں نمازیں کامل ادا کرے گا۔

۸۹۔ اگر وہ سفر سے اپنے شہر کو لوٹ رہا ہو اور شہر میں داخل ہونے کے بعد جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے یا صرف نماز کا وقت حاصل کرنے کی طاقت رکھتا ہو یا دوسری نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے شہر میں داخل ہونے کی طاقت رکھتا ہے۔ دونوں صورتوں میں شہر میں داخل ہونے سے قبل وہ قصر اور جمع دونوں کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ ابھی وہ مسافر ہے۔

۹۰۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانے والے راستے کے مسافر کے لئے جمع کرنا جائز ہے۔

۹۱۔ سفر والے شہر میں نازل مسافر کے نماز جمع کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ جمع کرنا جائز ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ضرورت کے علاوہ جائز نہیں ہے۔ بہتر اور افضل یہ ہے کہ اگر مشقت اور ضرورت نہ ہو تو جمع نہ کیا جائے، اس لئے کہ شریعت میں نماز اکٹھی کرنے کی علت اور سبب ضرورت اور حاجت ہے نہ کہ سفر، اس لئے اگر ضرورت ہو تو جمع کیا جائے ورنہ نہیں۔

۹۲۔ جمہور فقہاء کے نزدیک فوت شدہ نمازوں اور اکٹھی پڑھی جانے والی نمازوں میں

ترتیب واجب ہے۔

۹۳۔ اگر بھول جائے یاناواقف ہو یاموجودہ نماز کے وقت کے نکل جانے کا خدشہ ہو توان صورتوں میں ترتیب ختم ہو جاتی ہے۔

۹۴۔ موجودہ نماز پڑھتے ہوئے یاختم ہونے کے بعد اسے فوت شدہ یاپہلی نماز کی یاد آئے تووہ موجودہ نماز مکمل کرلے پھر پہلی نماز کو اداکرے۔

۹۵۔ جماعت فوت ہوجانے کے خوف سے ترتیب ساقط نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ یہ جماعت سے زیادہ اہم ہے۔ اور خاص طور پر اس لئے بھی کہ اکثر پہلی جماعت کے بعد دوسری جماعت ہوتی رہتی ہے۔

۹۶۔ دونمازوں کے اکٹھی پڑھنے میں پے درپے پڑھنا شرط نہیں ہے۔ البتہ سنت یہ ہے کہ اختلاف سے احتراز کرتے ہوئے زیادہ لمباوقت نہ گزرنے دیاجائے۔

۹۷۔ دونمازوں کے درمیان تھوڑافاصل ہونامعروف ومشروع ہے۔

۹۸۔ مسافر جب مغرب کے ساتھ عشاء کی نماز جمع تقدیم کرے، توعشاء کی نماز کے بعدوہ وتر پڑھ لے اور عشاء کے وقت کے دخول کا انتظار نہ کرے۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

۹۹۔ جب ظہر کے ساتھ عصر کی نماز جمع تقدیم کرے توعصر کی نماز کے بعد نفل نہ پڑھے اس لئے کہ عصر کے بعد نفل کی ممانعت وقت کے ساتھ نہیں نماز کے ساتھ مربوط ہے۔

۱۰۰۔ جب انسان دونمازوں کو اکٹھی پڑھے تو افضل اور بہتر یہ ہے کہ پہلی نماز کے اذکار پہلے اور دوسری کے بعد میں پڑھے۔ اور اگر آخری نماز کے اذکار پر ہی اکتفا کرے توکافی

ہے۔اس لئے کہ دونوں نمازیں ایک دوسرے میں داخل ہیں۔

۱۰۱۔جہاز میں نماز کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **نوافل:** انھیں مسافر جس طرح چاہے کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، رکوع اور سجدوں میں اشارہ کرتے ہوئے کسی بھی سمت رخ کرکے پڑھ سکتا ہے۔ البتہ افضل یہ ہے کہ تکبیر احرام کے وقت قبلہ کا رخ کرلے۔

(۲) **فرائض:** فرائض پڑھنے کی کئی صورتیں ہیں۔

پہلی: اگر سوار ہونے سے پہلے یا اترنے کے بعد ان کے اوقات میں پڑھ سکے تو پڑھ لے۔ خواہ جمع تقدیم سے ہو یا جمع تاخیر سے۔

دوسری: اگر نماز کا وقت ہونے سے قبل ہی جہاز پر سوار ہو۔ اور گمان غالب ہو کہ جہاز پہلی نماز کا وقت گزر جانے کے بعد ہی زمین پر اترے گا تو جمع تاخیر کی نیت کرلے اگر اکٹھی پڑھنی ہے۔

تیسری: اگر وقت ہونے سے پہلے جہاز میں سوار ہو، اور دو اکٹھی پڑھی جانے والی نمازوں یا ایک ایسی نماز جو دوسری کے ساتھ جمع نہیں کی جاتی جیسے فجر کی نماز، ان کے وقت کے نکلنے کا گمان غالب ہو تو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ نماز جہاز کے اندر بنے جائے نماز میں بقدر استطاعت قبلہ کا رخ کرتے ہوئے پڑھے، اگر ایسا نہ ہو تو راہ داری میں پڑھے، اگر وہ بھی نہ ہو سکے تو اپنی کرسی پر بیٹھ کر قیام میں کھڑے ہو اور رکوع و سجود میں اشارہ کرے۔ اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے لیکن نماز میں تاخیر کرنا یہاں تک کہ وقت نکل جائے جائز نہیں ہے۔

چوتھی: اگر جہاز میں نماز کی جگہ ہو اور اس میں قبلہ کا رخ کرتے ہوئے قیام، رکوع سجود کا

امکان ہو تو نماز کے وقت میں وسعت کے باوجود وہیں نماز پڑھ لینی چاہئے۔

۱۰۲۔ نمازی کے لئے تکبیر احرام کے وقت قبلہ کا رخ کرنا ضروری ہے پھر وہ کرسی کی جہت میں نماز پڑھے، ہاں اگر وہ اس سے عاجز ہو تو اس کے لئے قبلہ رخ کرنا لازم نہیں۔

۱۰۳۔ جب جہاز کے رخ بدلنے سے قبلہ کی سمت بدل جائے تو اگر نمازی کے لئے قبلہ رخ مڑنا ممکن ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ بھی مڑ جائے۔ اور اگر ممکن نہ ہو تو اپنی کرسی پر نماز پڑھے اور اس صورت میں استقبال قبلہ کی شرط اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔

۱۰۴۔ جو مسافر کسی شہر میں نازل ہو اس کے لئے گاڑی میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔ جب وہ قبلہ کا رخ کئے ہو۔ جیسے اقامت کی حالت میں اس کے لئے جائز تھا۔ لیکن قبلہ کا رخ نہ ہو تو جائز نہیں۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔ اور یہی آپ ﷺ کے عمل کو دیکھتے ہوئے بہتر و مناسب بھی ہے۔

۱۰۵۔ جب مسافر اپنے سفر میں ایک شہر سے دوسرے شہر کو جاتے ہوئے کسی شہر میں داخل ہو تو اپنی گاڑی میں اس کے لئے نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

بعض ائمہ اسلام کا اپنے سفر کے دوران وقت کو غنیمت سمجھنے کا بیان

☆ امام ابن حجر (رحمہ اللہ) نے اپنی کتاب ''النخبۃ'' سفر کی حالت میں لکھی۔

☆ امام ابن قیم (رحمہ اللہ) نے ''زادالمعاد، مفتاح دارالسعادہ، بدائع الفوائد اور روضۃ المحبین'' حالت سفر میں تالیف کی۔

☆ سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز (رحمہ اللہ) کی آفس کے مدیر کہتے ہیں کہ: ''میں طائف سے ریاض کے سفر میں جہاز میں شیخ کے ساتھ تھا، میں نے آپ کو 'اعلام

الموقعین' کا ساٹھ صفحہ پڑھ کر سنایا اور ایئرپورٹ سے شیخ کے گھر تک دیگر ممالک میں شیخ کے دعاۃ کی رپورٹ کے سترہ صفحات پڑھ کر سنائے۔ آپ کہتے تھے کہ: جب روح لذت حاصل کرتی ہے تو جسم تھکاوٹ کا شکار نہیں ہوتا''

باب نمبر ۱۱: جمعہ کے احکام

۱۰۶۔ جمعہ کے دن، جمعہ کی نماز کا وقت ہونے سے پہلے سفر کرنا جائز ہے۔ وقت ہونے کے بعد جائز نہیں۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔ جمعہ کا وقت زوال کے بعد یعنی ظہر کی نماز کا وقت ہونے کے بعد ہے۔

اگر رفقاء سفر کے چلے جانے کا اندیشہ ہو اور راستے میں جمعہ پڑھنے کا امکان ہو یا عید کے دن جمعہ کا بھی دن ہو اور عید کی نماز پڑھ لیا ہو جس سے جمعہ ساقط ہو جاتا ہے تو مذکورہ تمام حالات میں جمعہ کا وقت ہو جانے کے بعد بھی سفر کیا سکتا ہے۔

۱۰۷۔ مسافر کے لئے جمعہ کی نماز کے بارے میں پانچ صورتیں ہیں۔

پہلی: جب راہ چل رہا ہو تو بالاجماع اس پر جمعہ واجب نہیں۔

دوسری: جب راستہ چلتے ہوئے کسی شہر سے گزرے، اور کسی ضرورت سے وہاں رکے اور جمعہ کی اذان سنے تو اس پر جمعہ نہیں ہے۔

تیسری: جب کسی ایسی جگہ ٹھہرا ہو جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اور وہ اذان جمعہ سنے تو کیا اس پر جمعہ واجب ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔

کہا گیا ہے کہ واجب ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واجب نہیں مگر اختلاف سے پرہیز کرتے ہوئے اور ثواب کی امید کرتے ہوئے جمعہ چھوڑ دینا ہی افضل اور مناسب ہے۔

چوتھی: جب ایسی جگہ ٹھہرے جہاں نہ تو جمعہ ہوتی ہے اور نہ اذان سنائی دے جیسے

میدان میں تفریح اور پکنک کے لئے ٹھہرنا تو یہاں جمعہ واجب نہیں ہے۔

پانچویں: کافر ممالک میں رہنے والوں کے لئے جمعہ واجب ہے۔ اس لئے کہ جمعہ کے واجب ہونے کے دلائل عمومی ہیں۔ اور وہ لوگ مکلف بھی ہیں۔

۱۰۸۔ جمعہ کے دن آخری لمحات میں مسافر کے لئے دعاء کرنا مستحب ہے۔ دو اسباب اکٹھے ہونے کی وجہ سے یعنی ایک سفر دوسرا جمعہ کا دن۔ اس لئے دعاء کی قبولیت کا امکان زیادہ ہے۔

۱۰۹۔ جب مسافر جمعہ پڑھنے والوں کے ساتھ نماز جمعہ پڑھے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱) افضل اور بہتر ہے کہ وہ جمعہ کی نیت کرے، تاکہ اسے جمعہ کا اجر ملے اور اختلاف سے بھی دور رہے۔

۲) ظہر کی نیت کر کے کامل نماز پڑھے اسلئے کہ اس نے مقیم کی اقتدا کی ہے۔

۱۱۰۔ جو لوگ بذات خود ایسی جگہ جمعہ قائم کرتے ہیں جہاں نماز جمعہ نہیں ہوتی جبکہ وہ خود مسافر ہیں اور ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تو ان کی نماز درست نہیں اور ان کے لئے ضرورت ہے کہ وہ نماز کا اعادہ کر کے ظہر کی نماز پڑھیں۔

۱۱۱۔ جب مسافر جمعہ کی نماز میں موجود ہو اور خطبہ کے دوران کوچ کی نوبت آجائے تو وہ کوچ کر سکتا ہے۔ اسلئے کہ اس پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

۱۱۲۔ جمہور فقہاء کے نزدیک مسافر جمعہ کی نماز کا امام ہو سکتا ہے۔

۱۱۳۔ خطبہ جمعہ کے دوران مسافر کے لئے طواف کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

(ا) اگر وہ راہ چلتا، مکہ سے گزرنے والا مسافر ہے اور حرم میں داخل ہو کر خطبہ جمعہ کے دوران طواف کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے طواف کرنا جائز ہے اس لئے کہ اس پر جمعہ

واجب نہیں ہے۔
(ب) اگر مکہ میں ٹھہرا ہے اور جمعہ میں موجود ہے تو خطبہ جمعہ کے دوران اس کے لئے طواف نہ کرنا بہتر اور افضل ہے۔ اس لئے کہ خطبہ کے دوران خاموش رہنا سب کے لئے واجب ہے۔ پتھروں کو چھونا بھی منع ہے تو طواف اور حرکت کرنا بدرجہ اولی منع ہو گا۔ اور طواف میں ذکر واذکار بلند آواز سے ہوتا ہے جس سے خطبہ جمعہ میں خاموش رہنے کو کہا گیا ہے۔
۱۱۴۔ جمعہ کے ساتھ عصر کو جمع نہ کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ اپنے اصلی حال پر باقی رہے۔ اس کیلئے کوئی دلیل بھی نہیں اور اس میں اختلاف سے بچا جا سکتا ہے۔
۱۱۵۔ جب راہ چلتا مسافر ہونے کی وجہ سے یا جمعہ سے پہلے سفر کرنے کی وجہ سے یا ایسی جگہ پر ہونے کے سبب جہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی۔ جمعہ واجب نہ ہو تو آدمی کو چاہئے کہ وہ ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی اور قصر کر کے پڑھے۔
۱۱۶۔ جب مسافر کو جمعہ کی نماز ایک رکعت سے کم ملے تو اسے چار رکعت کامل نماز پڑھنی چاہئے۔
۱۱۷۔ اگر مسافر جمعہ کے دن اپنے شہر میں داخل ہوا اور نماز میں تھوڑا وقت بچا ہے تو اس پر جمعہ واجب ہے۔
۱۱۸۔ اگر مسافر نے جمعہ کے دن ظہر کی نماز پڑھ لی پھر اپنے شہر میں داخل ہوا اور اس کے لئے جمعہ پالینا ممکن ہے تو اس پر جمعہ لازم نہیں۔
۱۱۹۔ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن زوال کے بعد سفر کرے، پھر راستے میں اسے ایسی مسجد ملے جس میں نماز جمعہ ہو رہی ہے تو ان کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر مسجد نہ

ملے تو اسے توبہ استغفار کرتے ہوئے دو رکعت ظہر کی نماز پڑھ لینی چاہئے۔

۱۲۰۔ جمعہ کے دن مسافر کے لئے سورہ کہف کی تلاوت مستحب ہے۔ اس لئے کہ سورۂ کہف کی تلاوت روز جمعہ کے ساتھ مربوط ہے نہ کہ نماز جمعہ کے ساتھ۔

۱۲۱۔ جس مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ اس پر جمعہ کے دن غسل کرنا بھی واجب نہیں اس لئے کہ غسل ان لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے۔

۱۲۲۔ اگر مسافر جمعہ کی نماز پڑھے تو اس کے بعد سنت بھی پڑھے گا اس لئے کہ وہ اس کے تابع ہے۔

۱۲۳۔ مسافر کے لئے جمعہ کے دن دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت کے لئے دو صورتیں ہیں۔

(ا) اگر خرید و فروخت کرنے والے دونوں مسافر ہیں تو ان کے لئے خرید و فروخت جائز ہے۔ اس لئے کہ وہ آیت کریمہ ''فاسعوا'' کے مخاطب نہیں ہیں۔

(ب) اگر ان میں سے ایک مسافر اور دوسرا مقیم ہو تو مقیم پر خرید و فروخت حرام ہے۔ اور مسافر پر مکروہ۔ اس لئے کہ اس صورت میں گناہ اور زیادتی پر تعاون کرنا لازم آتا ہے۔

باب نمبر ۱۲ : عید کے احکام

۱۲۴: نماز عید کے حکم کے سلسلے میں کئی احوال ہیں۔

(ا) راہ چلتے مسافر پر عید کی نماز واجب نہیں۔

(ب) کسی مکان پر ٹھہرے ہوئے مسافر کے بارے میں ایک رائے ہے کہ اس پر نماز واجب ہے، جمہور فقہاء کا خیال ہے کہ اس پر واجب نہیں۔ اجر کی امید اور اختلاف سے پرہیز کرتے ہوئے دوسری رائے مناسب اور بہتر ہے۔

(ج) جو مسافر ایسی جگہ ٹھہرا ہو جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی اس کے لئے عید کی نماز واجب نہیں۔

(د) جو مسلمان کفار ممالک میں قیام پذیر ہیں ان پر عید کی نماز قائم کرنا اور اس کے لئے کوشش کرنا واجب ہے۔

باب نمبر ۱۳: زکوۃ کے احکام

۱۲۵۔ جس پر زکوۃ واجب ہے اور وہ سفر میں ہے، تو اگر اس کے پاس مال ہے تو وہیں زکوۃ نکال دے۔ ورنہ اگر سفر مختصر ہے تو گھر واپس آنے کے بعد نکال دے۔ یا کسی کو اپنا وکیل بنادے جو اس کی جانب سے زکوۃ نکال دے۔

۱۲۶۔ جس پر زکوۃ الفطر واجب ہے اور وہ مسافر ہے تو جس شہر یا ملک میں وہ موجود ہے، وہیں زکوۃ الفطر نکال دے۔ اس کے گھر والے اپنی زکوۃ اپنے شہر میں ہی نکالیں گے۔ اور اگر کوئی اپنے گھر والوں کو زکوۃ الفطر نکالنے کے لئے وکیل بناتا ہے تو یہ جائز ہے۔ مگر مناسب پہلا طریقہ ہے۔

۱۲۷۔ اگر کسی نے سفر کیا اور کھو گیا، اس کا حال معلوم نہیں تو اس کی زکوۃ الفطر نہیں نکالی جائے گی پھر اگر اس کی زندگی کے بارے میں معلوم ہو تو گزشتہ سالوں کی زکوۃ نکالی جائے گی۔ ہاں اگر وہ کچھ دنوں کے لئے غائب ہو اور اس کے موجود ہونے کا گمان غالب ہو تو زکوۃ نکالی جائے گی۔

۱۲۸۔ اگر تعلیم یا زیارت وغیرہ کے لئے بیوی کے علاوہ خاندان کا کوئی فرد سفر کرے تو کیا وہ اپنی زکوۃ الفطر خود نکالے گا یا اس کے والد نکالیں گے؟ اس کی دو صورتیں ہیں،

(ا) اگر وہ اپنے اخراجات کے لئے غیر مستقل ہے تو جہاں وہ ہے وہیں نکالے گا۔ اور اگر

اسکے والد اپنے شہر میں نکالتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ مگر پہلا بہتر ہے۔
(ب) اگر وہ اپنے اخراجات کے لئے مستقل ہے تو جہاں وہ ہے وہیں نکالے گا۔
۱۲۹۔ اگر کوئی مسلمان کسی ایسے ملک یا شہر کا سفر کرے جہاں وہ زکوۃ الفطر کے مستحق کو نہیں جانتا تو اپنے شہر میں کسی کو زکوۃ الفطر نکالنے کے لئے اپنا وکیل بنادے۔

باب نمبر ۱۴: روزے کے احکام

۱۳۰۔ سفر میں مشقت ہو تو روزہ چھوڑ دینا بہتر ہے۔ اور مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا جائز ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک اگر مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے خاص طور پر جو لوگ مکہ کا سفر کرتے ہیں۔ ان کے حق میں بہتر روزہ رکھنا ہے۔ اس لئے کہ اس میں دو گنا ثواب ہے۔

۱۳۱۔ عاشورہ و عرفہ کے دن اگر مسافر کو روزہ رکھنے میں ناقابل برداشت مشقت ہو تو روزہ نہ رکھنا اس کے لئے افضل ہے۔ اور اگر قابل برداشت پریشانی ہو یا پریشانی نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔ اس لئے کہ یہ دن نہیں ملیں گے۔

۱۳۲۔ جب آدمی سفر کا پختہ ارادہ کرلے تو جب تک وہ شہر کی عمارتوں کو چھوڑ کر آگے نہ چلا جائے اس کے لئے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

۱۳۳۔ روزہ دار مسافر کے لئے سفر کی حالت میں خواہ وہ راستے میں ہو یا جس شہر کے لئے وہ سفر کیا ہے وہاں پہنچنے کے وقت روزہ توڑنا جائز ہے۔ جیسا کہ رسول ﷺ سے مروی ہے۔[۱]

۱۔ بخاری (۱۹۴۸) مسلم (۱۱۱۳)

۱۳۴۔ جس نے روزہ کی حالت میں سفر کیا پھر روزہ توڑنے سے پہلے یا کھانے سے پہلے جماع کرلیا تو اس کا یہ عمل جائز ہے اور اس پر گناہ نہیں۔

۱۳۵۔ اگر اس نے رمضان مہینہ کے دن میں اقامت کی حالت میں جماع کیا پھر سفر کیا تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر کفارہ واجب ہے۔

۱۳۶۔ جمہور فقہاء کے نزدیک اگر مسافر روزہ نہ رہنے کی حالت میں اپنے شہر میں واپس آئے تو اسے کھانے پینے سے رکے رہنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اعلانیہ نہ کھائے پیے، اس سے بدگمانی ہوگی۔

۱۳۷۔ جب مسافر روزہ کی نیت کرے اور ابھی کچھ کھایا پیا نہیں کہ اپنے شہر میں داخل ہو گیا یعنی کہ وہ روزہ کی حالت میں ہے تو جمہور فقہاء کے خیال سے اس کے لئے روزہ توڑ دینا جائز نہیں ہے۔

۱۳۸۔ سفر میں روزہ کھول دینا روزے میں تسلسل کو ختم نہیں کرتا جیسے قتل خطاء یا رمضان کے دن میں جماع کرلینے والے پر تسلسل کے ساتھ دوماہ تک روزہ رکھنے کا کفارہ ہے۔

۱۳۹۔ جس کسی نے اپنے شہر یا سفر والے شہر کے ایئرپورٹ پر سورج غروب ہونے کے بعد افطار کرلیا۔ پھر جہاز اڑا اور فضاء میں اس نے سورج دیکھ لیا تو اس کے لئے کھانے پینے سے رکنا ضروری نہیں ہے۔

۱۴۰۔ جب جہاز میں سورج غروب ہونے سے چند منٹ قبل سوار ہوا۔ اور فضاء میں دن برقرار رہا تو سورج غروب ہونے سے پہلے نہ وہ افطار کرے اور نہ مغرب کی نماز پڑھے۔

۱۴۱۔ جو شخص جہاز سے سفر کرے اور اس کی سیٹ کنفرم ہو۔ اور ایئرپورٹ شہر سے باہر ہو تو شہر سے نکلنے کے بعد وہ روزہ کھول سکتا ہے اور قصر نماز پڑھ سکتا ہے۔ پھر اگر جہاز

لیٹ ہو جائے یا کسی وجہ سے اس دن سفر نہ کر سکے تو اس کی نماز اور روزہ کھولنا صحیح ہے۔

۱۴۲۔ رویت ہلال کی ابتدا و انتہاء کے بارے میں اختلافات کی چار صورتیں ہیں۔

(اَ) جو شخص آخر شعبان میں کسی شہر سے سفر کرے جبکہ لوگ بغیر روزہ کے ہوں۔ اور اپنے شہر میں آئے جبکہ لوگوں نے چاند دیکھ لیا ہے اور وہ روزہ رکھیں گے تو ان لوگوں کے ساتھ اس کو بھی روزہ رکھنا ضروری ہے۔

(ب) جو شخص کسی ایسے شہر سے سفر کرے جہاں لوگوں نے شوال یعنی عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اپنے شہر میں آئے جہاں لوگوں نے چاند نہیں دیکھا ہے۔ تو وہ شخص روزہ نہیں رکھے گا اس لئے کہ اس کا روزہ ختم ہو گیا ہے۔ اور اس کے ذمے جو بقایا روزے رہ گئے ہیں ان کو وہ بعد میں پورا کرے گا۔

(ج) جو شخص کسی روزہ رکھنے والے شہر سے اپنے شہر میں آئے اور یہاں بھی لوگ روزے سے ہوں تو جب تک تیس دن پورے نہ ہوں اس پر روزہ لازم ہے۔ مگر اکتیس دن روزہ نہیں رکھے گا اس لئے کہ اس کے حق میں مہینہ ختم ہو گیا ہے۔

(د) جو شخص کسی شہر میں روزہ رکھ کر ۲۹ دن پر عید کر لے۔ پھر اپنے شہر کو سفر کرے تو اس کی درج ذیل تین صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر اس کے شہر اور سفر والے شہر میں لوگوں نے ۲۹ دن روزے رکھے ہیں۔ تو اس کے لئے بھی ۲۹ دن کافی ہیں۔

۲۔ جس شہر میں اس نے عید کی ہے اگر ان لوگوں نے ۲۹ روزے رکھے ہیں۔ اور اس کے اپنے شہر میں لوگوں نے ۳۰ دن روزے رکھے ہیں۔ خواہ اس نے اپنے شہر والوں کے ساتھ کچھ روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں تو اس کے لئے عید والے شہر کے

مطابق ۲۹ روزے رکھنے کافی ہوں گے۔

۳۔ دونوں شہر والوں نے تیس دن کے روزے رکھے ہوں اور اس مسافر نے صرف ۲۹ دن روزہ رکھا۔ اور جس شہر کا سفر کیا ہے وہیں اس نے عید منائی۔ یعنی اس کے شہر والوں نے سفر والے شہر کے بعد روزہ رکھنا شروع کیا تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ وہ ایک دن کا فوت شدہ روزہ پورا کرے۔

۱۴۳۔ جو شخص اپنے شہر والوں کے ساتھ روزہ رکھے اور روزہ کے پہلے دن ہی اس شہر کی طرف سفر کرے جہاں لوگوں نے روزہ رکھنا شروع نہیں کیا ہے اور وہیں ٹھہر جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(ا) اگر سفر والے شہر میں قیام پذیر ہو جائے، انھیں کے ساتھ عید کرے۔ پھر اگر ان لوگوں نے ۲۹ دن کے روزے رکھے ہیں تو یہ شخص پہلے دن کا قضا روزہ رکھے گا۔

(ب) اگر سفر والے شہر میں ٹھہر جانے کے بعد انھیں کے ساتھ عید کرے اور ان لوگوں نے تیس دن کے روزے رکھے ہیں تو اس کے حق میں ایک دن کا قضا روزہ باقی ہے۔ تو کیا وہ روزے رکھے گا یا نہیں ؟۔ روزہ رکھنے کی صورت میں اس کا اکتیس دن ہو جائے گا، نہیں رکھنے کی صورت میں مہینہ کامل ہو جاتا ہے۔ یہ مسئلہ قابل غور ہے۔ مگر بہتر ہے کہ فوت شدہ روزہ رکھ لے۔

۱۴۴۔ اعتکاف کے لئے کسی مسجد کی طرف سفر کرنے کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

- اگر حرم مکی یا مدنی یا مسجد اقصی کی طرف سفر کیا ہے تو یہ جائز ہے۔
- اگر مذکورہ مساجد کے علاوہ دوسری مسجد کی جانب سفر کیا ہے تو دیکھا جائے گا کہ کس مقصد کے تحت وہ سفر ہے۔ اگر بذات خود وہ مسجد یا اس سرزمین کے لئے سفر کیا ہے تو یہ

جائز نہیں۔

• اور اگر اس مقصد سے سفر کیا ہے کہ وہاں بعض دروس کا اہتمام ہے یا وہاں کے امام کی قراءت میں خشوع و خضوع اور طمانینت زیادہ ہے۔ اس مقصد کے تحت سفر کرنا جائز ہے۔

باب نمبر ۱۵: مکہ اور مسجد حرام کی زیارت کے بعض احکام

۱۴۵۔ مکہ کے حدود حرم میں کفار کا دخول جائز نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا۟ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ ﴿٢٨﴾﴾

التوبة: ۲۸

ترجمہ: مشرکین ناپاک ہیں اس لئے وہ مسجد حرام کے قریب نہ ہوں۔

۱۴۶۔ عمرہ کی ادائیگی کے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔ اسی طرح حرم میں داخل ہونا اور صرف نماز و طواف ادا کرنا جائز ہے۔

۱۴۷۔ تحیۃ المسجد الحرام کی دو رکعات ہیں۔ اگر کوئی شخص پہلے طواف کرنا چاہے اور طواف کے بعد دو رکعات پڑھ لے تو یہ تحیۃ المسجد کی طرف سے کافی ہے۔

۱۴۸: حدود حرم میں (حل میں نہیں) فرض یا نفل نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔ ان کے علاوہ جو نیکیاں ہیں ان کا ثواب تو کئی گنا زیادہ ہیں لیکن محدود نہیں۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

۱۴۹۔ حجاج کے علاوہ دیگر زائرین کے لئے طواف وداع واجب نہیں۔ اس لئے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

۱۵۰۔ حدود حرم میں کسی شکار کو قتل کرنا یا خودرو پیڑ پودے کو کاٹنا جائز نہیں۔ یہی جمہور

فقہاء کا خیال ہے۔ اور نہ کوئی ایسا پھل ہے جسے کھایا جائے یا مسواک یا دوا سے فائدہ اٹھایا جائے۔

باب نمبر ١٦: حج اور عمرہ کے بعض احکام

١٥١۔ مسافر کے لئے جہاز میں حج اور عمرہ کے لئے احرام باندھنے کے درج ذیل طریقے ہیں۔

(ا) اپنے گھر میں غسل کر لے اور عام کپڑے میں رہے یا احرام کے کپڑے پہن لے۔

(ب) جب جہاز میقات کے قریب ہو جائے تو احرام کے کپڑے پہن لے اگر پہلے نہیں پہنا ہے۔

(ج) اگر جہاز میقات کے مقابل ہو جائے تو احرام کی نیت کر کے مناسک میں داخل ہو جائے اور جس طرح کی نیت کی ہے اس کے مطابق تلبیہ پکارے۔

(د) اگر احتیاطاً غفلت اور بھول چوک کے ڈر سے میقات سے پہلے ہی احرام کی نیت کر لی ہے تو ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ عمل جائز ہے۔

١٥٢۔ جو شخص اپنے ملک یا شہر سے حج یا عمرہ کے ارادہ سے جدہ ایئرپورٹ پر اترے اور میقات سے گزرتے ہوئے اس نے جہاز میں احرام کی نیت نہیں کی تو اس پر واجب ہے کہ اپنے شہر کے میقات پر واپس جائے اور وہاں سے احرام میں داخل ہونے کی نیت کرے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو جدہ سے احرام باندھے مگر اس پر فدیہ واجب ہے۔ یعنی ایک بکری مکہ کے فقراء و مساکین پر ذبح کر کے تقسیم کرے۔ یہی ایمہ اربعہ کا خیال ہے۔

١٥٣۔ جہاز سے سفر کرنے والا جب حج یا عمرہ کی نیت کرے اور احرام کا کپڑا پہننا بھول کر میقات کے مقابل سے گزر جائے تو اس پر واجب ہے کہ اپنا کپڑا اتار دے اور کپڑے

کو چادر بنا کر لپیٹ لے۔ اور اترنے تک صرف پاجامہ پہنے رہے۔ اور جب یہ اس کے لئے دشوار ہو تو اپنا نارمل لباس پہنا رہے مگر سلا ہوا کپڑا پہننے کا فدیہ ادا کرے گا۔ اور جب سر ڈھانپ لیا ہے تو اس کا فدیہ الگ سے دینا پڑے گا۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ جیسے ہی آسانی ہو وہ احرام کے کپڑے یعنی ازار اور چادر پہن لے۔

۱۵۴۔ جہاز سے سفر کرنے والا جب حج یا عمرہ کا ارادہ کرے، پھر اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے اور وہ میقات گزرنے کے بعد بیدار ہو تو اگر اس نے احرام کی حالت میں داخل ہونے کی نیت نہیں کی ہے تو میقات لوٹ کر وہاں سے نیت کرے۔ یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو حدود حرم کے باہر حِل میں جائے اور وہاں سے احرام کی نیت کرے۔ اس صورت میں اس پر ایک فدیہ ہے۔ یعنی ایک بکری ذبح کر کے فقراء مکہ میں تقسیم کرے گا۔ اور جس شخص نے میقات سے پہلے ہی مناسک میں داخل ہونے کی نیت کر لی اور میقات گزر جانے کے بعد بیدار ہوا تو اس کا احرام صحیح ہے۔

۱۵۵۔ جو شخص سمندری راستے سے سفر کرتا ہے۔ اس کے احرام کی کیفیت یہ ہے کہ اگر وہ میقات کے مقابل سے گزرتا ہے تو وہیں احرام باندھے گا۔ اور میقات کے مقابل سے نہیں گزرتا تو جدہ پہنچ کر احرام کی نیت کرے گا۔

۱۵۶۔ جو شخص احرام کی حالت میں مکہ میں داخل ہو جائے تو ضروری نہیں ہے کہ وہ فوراً پہنچ کر عمرہ شروع کر دے۔

۱۵۷۔ جو شخص اپنے شہر سے مکہ کے لئے کسی کام وغیرہ سے سفر کرے اور میقات سے گزرے تو اس کے لئے درج ذیل احوال ہیں۔

(ا) اگر اس نے حج یا عمرہ کی نیت نہیں کی ہے تو اس پر کچھ نہیں۔

(ب)اسے معلوم نہیں کہ حج یا عمرہ میسر ہو سکے گا یا نہیں؟ اس صورت میں میقات سے احرام باندھنا اس کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اگر اس کے بعد اس نے نیت کی ہے تو جس مکان سے نیت کی ہے وہیں سے احرام باندھے گا۔ اگر مکہ میں داخل ہونے کے بعد نیت کی ہے تو حدود حرم سے باہر جا کر احرام باندھے گا۔ اور اگر میقات کے اندر اس نے حج یا عمرہ کا ارادہ کیا ہے جیسے جدہ وغیرہ میں تو وہیں سے احرام کی حالت میں داخل ہو گا۔

(ج)اگر وہ میقات سے گزرے اور اس کا پکا ارادہ ہو کہ کام ختم ہونے سے پہلے یا بعد میں حج یا عمرہ ضرور کرے گا مگر اس نے احرام نہیں باندھا تو اس کے لئے واجب ہے کہ جب وہ احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو لوٹ کر اپنے میقات پر جائے اور احرام باندھے۔ اگر ایسا نہ کر سکا اور وہ میقات کے اندر ہے تو اس مکان سے احرام باندھے جہاں وہ ہے۔ مگر اس پر فدیہ ہے یعنی ایک بکری جو مکہ میں ذبح کر کے فقراء کو تقسیم کرے گا۔ اور اگر وہ مکہ کے اندر ہے تو حل میں جا کر احرام باندھے گا اور ایک فدیہ ادا کرے گا۔

۱۵۸۔ جو خاتون حیض کی حالت میں میقات سے گزرے اس کے لئے تین صورتیں ہیں۔

پہلی: اگر حیض کی حالت میں میقات سے گزرے اور اسے گمان غالب ہو کہ جب وہ مکہ میں رہے گی پاک ہو جائے گی تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ احرام کی حالت میں داخل ہو جائے اور پاک ہونے تک مکہ میں داخل ہو کر انتظار کرے اور جب پاک ہو جائے تو عمرہ کرے۔

دوسری: جب وہ حیض کی حالت میں میقات سے گزرے اور وہ نہیں جانتی کہ مکہ میں ٹھہرنے کے دوران پاک ہو گی یا نہیں؟ تو وہ اس شرط کے ساتھ احرام کی نیت کرے کہ

اگر مجھے کسی چیز نے روک لیا تو میں وہیں حلال ہو جاؤں گی۔ یعنی کہے:

"لبیك اللھم عمرة، فان حبسنی حابس فمحلی حیث حبستنی"

جب پاک ہو جائے تو عمرہ کرے۔ اور پاک نہ ہونے کی صورت میں بغیر عمرہ کے وہ مکہ سے نکل جائے اور اس پر کوئی فدیہ نہیں۔

تیسری: جب حیض کی حالت میں میقات سے گزرے اور وہ عمرہ کا ارادہ کر رہی ہے مگر جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے اس نے احرام کی حالت میں داخل ہونے کی نیت نہیں کی۔ پھر مکہ میں پاک ہوئی اور عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے شہر کے میقات پر واپس جائے گی اور وہاں سے احرام کی نیت کرے گی۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو قریب ترین حل میں جا کر احرام کی نیت کر کے آئے گی اور عمرہ کرے گی۔ مگر اس صورت میں اسے ایک فدیہ یعنی ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت فقراء حرم پر تقسیم کرنا پڑے گا۔

۱۵۹۔ حائضہ خاتون کے لئے جب تک وہ حالت حیض میں ہے احرام کی حالت میں داخل ہونا جائز ہے۔ اور ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

۱۶۰۔ جو مسافر قربانی کرنا چاہتا ہے۔ وہ اسی جگہ جہاں وہ ہے قربانی کر سکتا ہے۔ یا اگر اپنے شہر میں قربانی کرنا چاہتا ہے تو کسی کو اپنا وکیل بنا دے۔

باب نمبر ۱۷: مسجد نبوی کی زیارت کے احکام

۱۶۱۔ مسجد نبوی کی زیارت کے لئے کسی بھی وقت سفر کرنا متفقہ طور پر تمام فقہاء کے نزدیک مستحب ہے۔

۱۶۲۔ قبروں کی زیارت کے لئے جس میں نبی ﷺ کی قبر بھی شامل ہے، سفر کرنے

کے حکم کے بارے میں دو صورتیں ہیں۔

(أ) اگر صرف قبر کی زیارت مقصود ہے تو یہ جائز نہیں اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ”تین مساجد کے علاوہ دیگر کے لئے سفر نہ کیا جائے[1]“

(ب) اگر مسجد اور قبر دونوں کی ایک ساتھ زیارت کے لئے سفر کیا جائے تو اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ مدینہ پہنچ کر قبر کی زیارت کریگا اور آپ ﷺ کی قبر پر سلام پیش کرے گا تو یہ جائز ہے۔ اور اگر سفر ہی قبر اور مسجد کے لئے کیا ہے تو یہ ناجائز ہے۔

۱۶۳: وہ احادیث جو صحیح نہیں ہیں، بلکہ من گھڑت ہیں

(جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے میرے اوپر ظلم کیا)

(جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی)

علماء حدیث کی ایک بڑی جماعت نے فرمایا ہے کہ اس بارے میں جو بھی روایات ہیں وہ موضوع اور منکر ہیں۔ کوئی صحیح نہیں۔

۱۶۴۔ مدینہ میں چالیس نمازوں کے لئے ٹھہرنا ضروری نہیں ہے یا یہ سمجھنا کہ جب تک چالیس نمازیں نہ پڑھی جائیں زیارت پوری نہیں ہو گی۔ یا زیارت قبول نہیں ہو گی درست نہیں۔

۱۶۵۔ نفل نمازیں ”روضۃ من ریاض الجنۃ“ میں پڑھنا مستحب ہے۔ مگر فرض نمازیں پہلی صف میں ادا کرنا افضل ہے۔

۱۶۶۔ جب مسجد نبوی میں پہنچیں تو رسول اکرم ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھی ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ ان پر

۱۔ بخاری (۱۱۸۹) مسلم (۱۳۹۷)

سلام پیش کیا جائے۔ اور بغیر دیر تک ٹھہرے یا اونچی آواز کئے وہاں سے آگے بڑھ جائیں۔ بار بار سلام نہ پیش کریں۔ اور قبر کے پاس خود اپنی ذات کے لئے یا کسی اور کے لئے دعاء کی قبولیت کی امید کرتے ہوئے یا برکت کے لئے دعائیں نہ کریں۔ خواہ قبر کی جانب یا قبلہ کی جانب متوجہ ہو کر ہی دعاء کریں۔ یہ بھی جائز نہیں کہ رسول ﷺ کو پکاریں یا ان سے دعاء کی درخواست کریں یا قبر کو پونچھیں۔

۱۶۷۔ خواتین کے لئے قبروں کی زیارت کرنا درست نہیں ہے۔

رسول ﷺ فرماتے ہیں۔

"قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت ہو"[۱]

اگر بغیر قصد زیارت کے کوئی خاتون قبروں کے پاس سے گزرے تو اہل علم کے صحیح قول کے مطابق اہل قبور کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۶۸۔ کیا زائر جب بھی مسجد نبوی میں داخل ہو تو بار بار قبر رسول پر آئے؟ اس کی کئی صورتیں ہیں۔

(ا) جب بھی آدمی مسجد نبوی میں داخل ہو تو ہمیشہ قبر رسول پر جائے یہ مشروع نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ عمل صحابہ اور تابعین سے ثابت نہیں۔ اگر یہ مشروع ہوتا تو ہم سے پہلے وہ ضرور ایسا کرتے۔

(ب) مسجد میں داخل ہوتے وقت نبی ﷺ پر درود و سلام پیش کرنا مشروع ہے اور یہ سنت سے ثابت ہے۔

۱۔ ترمذی (۱۰۵۶) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(ج) مقیم یا مسافر جب مدینہ آئے اور مسجد نبوی میں داخل ہو تو اس کے لئے قبر کی زیارت کرنا مشروع ہے۔

(د) اگر مدینہ سے واپسی کے سفر کا ارادہ ہو اور الوداعی سلام کے لئے قبر رسول پر آئے تو یہ ایک عبادت ہو گی جس کے لئے دلیل چاہئے، اور ایسی کوئی دلیل نہیں۔ ہاں اگر صرف سلام پیش کرنا ہے تو یہ جائز ہے۔

۱۶۹۔ مقبرۃ البقیع اور شہداء احد کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے فعل سے یہ ثابت ہے۔[1]

۱۷۰۔ مسجد قباء کی زیارت کرنا اور اس میں نماز ادا کرنا مستحب ہے۔[2]

اور اس کے لئے ایک عمرہ کا ثواب ہے۔[3]

۱۷۱۔ کیا مسجد قباء میں دو رکعات نماز ممنوعہ اوقات میں ادا کی جا سکتی ہیں؟ اس میں منفی اور مثبت دونوں امور کا احتمال ہے۔ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ”جب وہ مکہ آتے یا مسجد قباء آتے تو چاشت کے وقت نماز ادا کرتے۔ وہ ہر ہفتہ کے دن آتے اور بغیر نماز ادا کئے جانا ناپسند فرماتے۔ اور کہتے کہ میں وہی کر رہا ہوں تو میرے ساتھی لوگ کرتے تھے۔ اور دن و رات کے کسی لمحے میں یہاں نماز پڑھنے والے کو میں منع نہیں کرتا۔ مگر تم لوگ سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے کا وقت تلاش مت کرو[4]۔“

۱۔ نسائی (عمل الیوم واللیلۃ (۹۰) بوصیری نے مصباح الزجاجۃ ۱/۹۷ اور علامہ البانی نے صحیح الکلم الطیب میں صحیح کہا ہے۔ مسلم (۹۷۴) ۲۔ بخاری (۱۱۹۴) ۳۔ ترمذی (۳۲۴) حسن صحیح۔ حاکم (۴۲۷۹) ۴۔ بخاری (۱۱۹۱-۱۱۹۲)۔

۱۷۲۔ مسجد قباء میں نماز چاشت کی طرح کم از کم دو رکعات ہیں۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔
۱۷۳۔ مسجد قباء میں نفل یا فرض نماز ادا کرنے سے سنت پر عمل ہو گا۔
۱۷۴۔ آج کل جن کو مساجد سبعہ کہا جاتا ہے اور دو قبلہ والی مسجد، یا مسجد غمامہ یا مسجد فتح یا مسجد معرس وغیرہ کی زیارت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ جب آدمی یہ عقیدہ رکھے کہ ان سب کی زیارت کی فضیلت ہے تو یہ بدعت ہے۔
۱۷۵۔ مدینہ کی جانب سفر کرنے والے کے لئے یہ کہنا کہ تم نبی ﷺ کو میرا سلام کہہ دینا غیر شرعی طریقہ ہے۔ اس لئے کہ یہ عمل صحابہ کرام یا اسلاف سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔
''میرے اوپر درود بھیجو، اس لئے کہ تم جہاں کہیں سے درود بھیجو گے وہ مجھے پہنچتا ہے[۱]''
اور چونکہ درود و سلام پیش کرنے کا عمل ایک عبادت ہے۔ اس لئے مذکورہ طریقہ پر پیش کرنے کے لئے دلیل چاہئے۔
۱۷۶۔ کچھ دیر کے لئے کفار کا مدینہ میں داخلہ جائز ہے۔ لیکن وہاں مستقل طور پر اقامت و سکونت اختیار کرنا بالاتفاق ممنوع ہے۔
۱۷۷۔ جمہور فقہاء کے نزدیک بغیر کسی اشد ضرورت کے کفار کا مسجد نبوی میں داخلہ ممنوع ہے۔

باب نمبر ۱۸: نکاح اور خواتین سے متعلق مسائل

۱۷۸۔ شوہر کے لئے اپنی بیوی کی رضامندی کے بغیر اتنی مدت کے لئے سفر کرنا کہ اسے نقصان اور ضرر ہو، ناجائز ہے۔ جمہور فقہاء کا یہی خیال ہے۔ اس معاملے میں

۱۔ احمد (۸۸۰۴) ابوداؤد (۲۰۴۲) حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (۶/۴۸۸) میں صحیح کہا۔

شوہروں کو تساہل برتنے سے پرہیز کرنا چاہیے اور خاص طور پر اس فتنہ اور آزمائش کے زمانے میں اپنی بیوی بچوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔

۱۷۹۔ واجب حج اور عمرہ کے سفر میں بیوی کی اجازت شوہر کے لئے شرط نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت مقدم ہے۔ مذکورہ شرط صرف مستحب اور عام مباح سفر کے لئے ہے۔

۱۸۰۔ طلاق کی نیت سے شادی کرنا اگر شوہر نے ظاہر نہ بھی کیا تو حرام ہے۔ خواہ وہ وقت کے ساتھ محدود ہو یا نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ متعہ اور حلالہ کے مشابہ ہے اور دونوں متفقہ طور پر حرام ہے۔

۱۸۱۔ اگر متعدد بیویوں کا شوہر کسی ایسے کام کے لئے سفر کرے جو کسی مخصوص بیوی کا نہ ہو تو تمام بیویوں کو اپنے ساتھ لے جائے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

۱۸۲۔ اگر قرعہ کسی ایک کے نام نکلے تو اس کو سفر میں لے جانا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ اکیلا بھی سفر کر سکتا ہے۔

۱۸۳۔ جس کے نام قرعہ نکلا ہے اگر وہ سفر سے انکار کر دے اور دوسرے کو اپنا اختیار دیدے تو شوہر کی رضامندی کی شرط کے ساتھ یہ جائز ہے۔ مگر جب شوہر انکار کر دے تو قرعہ والی کو شوہر کے ساتھ سفر کرنا واجب ہے، اس لئے کہ یہی شوہر کا حق ہے۔ ہاں اگر ابتدا نکاح میں شرط لگائی تھی وہ اسے سفر میں نہیں لے جائیگا تو کوئی بات نہیں۔

۱۸۴۔ اگر قرعہ والی بیوی سفر کرنے سے رک جائے اور شوہر اس کے رکنے پر راضی ہو تو دوبارہ قرعہ اندازی کی جائے گی۔

۱۸۵۔ شرعی طور پر کسی معتبر عذر کی وجہ سے کسی بیوی کو قرعہ اندازی سے باہر کرنا جائز ہے۔ جب دونوں کسی معاملہ پر متفق ہو جائیں۔

۱۸۶۔ اگر بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کر لیا ہے تو سفر سے لوٹنے کے بعد جس بیوی نے اس کے ساتھ سفر نہیں کیا ہے۔ اس کے ساتھ سفر کی مدت پوری کرنا ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر قرعہ اندازی نہیں کیا ہے تو مدت پوری کرے گا۔

۱۸۷۔ سفر سے لوٹنے کے بعد باری تقسیم کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

(ا) جس بیوی کے پاس باری تھی اگر اس کے پاس سے باری پوری کرنے کے بعد سفر کیا ہے۔ مثلاً فجر کے بعد، تو سفر سے واپسی پر اس بیوی کے بعد سے باری شروع ہو گی۔

(ب) اگر کسی بیوی کی باری میں مثلاً شروع رات میں سفر کیا ہے تو واپسی کے بعد اس کی باری پوری کی جائے گی پھر از سر نو تقسیم ہو گی۔

۱۸۸۔ جب بیوی سفر پر جائے تو کیا اس کے لوٹنے کے بعد اس کی فوت شدہ راتیں پوری کی جائیں گی؟ اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

<u>پہلی صورت</u>: اگر شوہر کی اجازت کے بغیر اس نے سفر کیا ہے تو اس کی باری کا اعتبار نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ بغیر اجازت سفر کرنا نافرمانی کی ایک قسم ہے۔

<u>دوسری صورت</u>: اگر شوہر کی اجازت سے اور اس کے کام سے سفر کیا ہے تو اس کی فوت شدہ باری پوری کی جائے گی۔

<u>تیسری صورت</u>: اگر شوہر کی اجازت سے اپنے مقصد کے لئے سفر کیا ہے جیسے حج و عمرہ وغیرہ کے لئے تو اس کے اپنے سبب سے اس کا حق ساقط ہوا ہے اس لئے وہ پورا نہیں کیا جائے گا۔

۱۸۹۔ عورت کے لئے اکیلے سفر کرنا حرام ہے سفر خواہ طویل ہو یا مختصر، فضائی ہو یا خشکی یا بحری عام اصطلاح میں جس پر سفر کا اطلاق کیا جاسکے۔ اس لئے کہ اعتبار سفر کا ہوتا ہے وسیلہ سفر کا نہیں اور نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

”عورت سفر نہ کرے مگر صرف محرم کے ساتھ[۱] “

جمہور فقہاء کے نزدیک یہ ممانعت جوان، بوڑھی ہر قسم کی خواتین کو شامل ہے۔

۱۹۰۔ سفر میں محرم کی شروط یہ ہیں، مرد ہو، بالغ ہو، عاقل ہو۔

۱۹۱۔ عدت گزارنے والی خواتین کے درج ذیل احوال ہیں۔[۲]

اوّل: شوہر کی وفات کے سبب عدت گزارنے والی، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

(ا) بغیر ضرورت اس خاتون کا سفر کرنا جائز نہیں۔

(ب) جب کوئی خاتون حج کے ارادے سے نکلے اور احرام کی حالت میں داخل ہونے سے قبل راستے میں اس کا شوہر فوت ہو جائے تو اسے واپس ہو جانا واجب ہے۔ مگر جب وہ حج یا عمرہ کے احرام کی نیت کرلے اور حج یا عمرہ کے اعمال شروع کر دے تو اپنے مناسک مکمل کرلے اور واپس نہ آئے۔

(ج) جس خاتون کا شوہر پردیس میں وفات پا گیا ہو اور وہاں رہنے سے اس کو اپنی جان و عزت کا خطرہ ہو تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جائے گی اور انھیں کے پاس عدت گزارے گی۔

(د) جو خاتون اپنے گھر والوں کے پاس عدت گزار رہی ہے اور اس کے گھر والے کسی

۱۔ بخاری (۱۸۶۲) ۲۔ مسلم (۴۲۴) تفصیل کے لئے مولف کی کتاب "سلوة الفؤاد في آداب و أحكام الحداد'' دیکھیں۔

ضرورت سے سفر کر رہے ہوں جس کی وجہ سے خاتون کے اکیلے رہنے میں ضرر ہے تو گھر والوں کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ اسی طرح علاج کے لئے بھی اس کا سفر کرنا جائز ہے۔

(ہ) عدت گزارنے والی خاتون کا اپنے گھر والوں کے ساتھ تفریح، سیر وسیاحت کے لئے یا بغیر ضرورت ان کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں۔ لیکن جب اس کے گھر والے اس کے ساتھ رہنے سے انکار کر دیں یا کوئی دوسرا اس کے ساتھ رہنے والا نہ ہو اور اکیلے اس کے رہنے میں نقصان ہو تو اس کا سفر کرنا جائز ہے۔ اور ضرورت کے مطابق اس کا اندازہ کیا جائے گا۔

دوم: خلع یا تین طلاق کی وجہ سے طلاق بائنہ کی عدت گزارنے والی اپنے محرم کے ساتھ سفر کر سکتی ہے۔

سوم: رجعی طلاق شدہ خاتون اگر اپنے شوہر کے گھر میں ہے تو بغیر اس کی اجازت کے اس کا باہر نکلنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ وہ بیوی کے حکم میں ہے۔ اور اگر شوہر سے اختلاف و تنازع کے سبب اپنے گھر والوں کے پاس ہے اور شوہر سے اجازت لینا دشوار ہے۔ خاص طور پر جب طویل وقفہ ہو یا شوہر سے نقصان کا خوف ہو تو اس کی اجازت کے بغیر وہ سفر کر سکتی ہے۔

باب نمبر ۱۹: مالی امور سے متعلق کچھ مسائل

۱۹۲۔ ایک شہر سے یا ملک سے دوسرے شہر یا ملک کو کرنسی مختلف ہونے کے ساتھ مال کو منتقل کرنے کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

(ا) مثلاً سعودی ریال کو دینار میں بدل دیا جائے۔ اور دینار ہاتھ میں لینے کے بعد اسے

دوسرے ملک میں بھیجا جائے تو یہ جائز ہے۔ اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ دینار پر قبضہ حکمی ہو۔ یعنی اس کا سند قبض یا تصدیق شدہ چیک مل جائے جس میں مذکورہ مبلغ کی گارنٹی ہو تو یہ بھی جائز ہے۔

(ب) سعودی ریال مثلاً سعودی بینک میں گارنٹی کے طور پر دیا جائے۔ پھر بینک خود ہی اس کو دینار میں بدل دے اور ان دیناروں کو صارف یا کسٹمر نہ تو حقیقی طور پر اور نہ حکمی طور پر قبضہ میں لے۔ بلکہ ان دیناروں کو بینک دوسرے ملک میں موجود مستفید کو پہنچانے کی گارنٹی دیدے تو یہ ناجائز ہے۔

(ج) دوسرے ملک میں سعودی ریال کو بھیجنے والے کے وکیل کے پاس بھیج دیا جائے مثلاً مصر میں اور وہاں اس کا وکیل سعودی ریال کو مصری کرنسی میں اس دن کی قیمت میں بدل کر پھر اس مصری کرنسی کو مستفید کو پہنچادے تو یہ جائز ہے۔

۱۹۳۔ کسی شخص نے دوسرے سے کچھ مال مخصوص کرنسی میں قرض لیا۔ پھر اس کو دوسری کرنسی میں واپس کرنا چاہتا ہے تو یہ چند شروط کے ساتھ جائز ہے۔

۱۔ شروع معاہدہ قرض میں دوسری کرنسی میں واپس کرنے کی شرط نہ ہو۔

۲۔ واپسی کے دن کا جو ریٹ (قیمت) ہو اس میں لوٹائے۔

۳۔ کامل مبلغ لوٹادے اور کچھ باقی نہ رہ جائے کہ اس بارے میں دونوں کا اختلاف ہو۔

باب نمبر ۲۰: ہوٹل میں قیام کرنے والوں کے بعض احکام

۱۹۴۔ جمعہ کے دن دوسری اذان کے بعد ہوٹل کرایہ پر لینے کے بارے میں پختہ عقد

کے حکم کے سلسلے میں گزشتہ احکام جمعہ کی بحث دیکھی جائے۔

۱۹۵۔ ہوٹل کے کمرے میں جو چھوٹے موٹے سامان رکھے جاتے ہیں انھیں ہوٹل چھوڑتے وقت لینے کے بارے میں دو صورتیں ہیں۔

(ا) بعض ختم ہونے والی چھوٹی چیزیں جیسے صفائی کا سامان، پلاسٹیک کیس، کاغذ، قلم، چپل وغیرہ انھیں لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اس لئے کہ بعض ہوٹل ان کو کرایہ میں شامل رکھتے ہیں۔ اور بعض انھیں مفت خدمت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

(ب) بعض ختم نہ ہونے وای چیزیں جیسے کمبل، کارپیٹ، میزان وغیرہ ان کا لینا جائز نہیں اس لئے کہ وہ مذکورہ امور میں داخل نہیں ہیں۔

۱۹۶۔ بوفیہ مفتوح سے کھانا جائز ہے۔ اگر کچھ لوگ کہیں کہ اس میں فروخت والی مجہول چیزیں ہیں تو ان سے کہا جائے گا کہ یہ معمولی مجہول چیزیں جن کے استعمال کرنے کے بارے میں شریعت میں نظیر موجود ہے۔

۱۹۷۔ ہوٹل کے ریسٹورنٹ سے بعض کھانا لیکر انھیں ذمہ داران کی اجازت کے بغیر باہر لے جانے کی دو صورتیں ہیں۔

(ا) جو کھانا اس کے لئے تیار کیا گیا ہے، اس میں کا بقایا لے جانا۔

(ب) کھانے کو اس کہ جگہ سے کمرے میں یا دوسری جگہ کھانے کے لئے لے جانا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں یا نہیں؟ درست بات یہ ہے کہ یہ معاملہ ہوٹل انتظامیہ اور مقیم کے درمیان مربوط ہے اور مسلمان اپنے شروط کی پابندی کرتا ہے۔

۱۹۸۔ ہوٹل میں مقیم افراد کے لئے اپنے مہمانوں کی خدمت بغیر قیمت ادا کئے یا ہوٹل انتظامیہ کی اجازت لئے بوفیہ یا ریسٹورنٹ سے کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۹۹۔ ہوٹل میں مقیم افراد کا اپنے مہمانوں کو اپنے کمرے میں ٹھہرانا جائز ہے۔ اس لئے کہ جب تک ضرر یا نقصان نہ ہو کمرے سے فائدہ اٹھانے کا وہ مالک ہے۔ ہاں اگر ہوٹل انتظامیہ نے یہ شرط لگادی ہے کہ دوسرے کو نہ ٹھہرائیں تو ادب کا تقاضہ ہے اور فقہی اختلاف سے بھی گریز کرنا ہے کہ شرط پوری کی جائے۔

۲۰۰۔ ہوٹل کی جانب سے مقیم کے لئے جو خدمات مہیا ہیں ان سے مقیم کے مہمان کا استفادہ کرنا جائز ہے۔ ان کے علاوہ سے نہیں خاص طور پر جب ختم ہونے والی چیزیں ہوں۔ اس صورت میں اجازت ضروری ہے۔

۲۰۱۔ ہوٹل کا ڈسکاؤنٹ کارڈ استعمال کرنا جب وہ مفت ہو جائز ہے۔ مگر جب وہ قیمت سے ہو تو چونکہ اس میں ناواقفیت اور دھوکا ہے اس لئے جائز نہیں۔

۲۰۲۔ لفٹ میں ایک مرد اور ایک عورت کا اکٹھا ہونا جبکہ ان کے ساتھ کوئی نہ ہو جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ خلوت ہے۔ یہ خلوت اس وقت دور ہو سکتی ہے جب عورت اکیلی داخل ہو اور پھر ایک مرد اور اس کے ساتھ ایک عورت داخل ہو یا ایک مرد داخل ہو اور لفٹ میں متعدد خواتین ہوں۔

۲۰۳۔ کمرے میں جب خاتون اکیلی ہو صفائی کے لئے ملازم کا داخل ہونا جائز نہیں اس صورت میں حرام خلوت ہو جائے گی۔

۲۰۴۔ ہوٹل کے کمرے میں موجود فریج میں رکھی ہوئی چیز کا لینا اور اس کی جگہ دوسری کم قیمت کی چیزوں کا رکھ دینا بغیر ہوٹل کے حساب میں لائے جائز نہیں ہے۔ اس لئے یہاں خرید و فروخت نقداً ہوتا ہے تبادلہ کے طور پر نہیں۔

۲۰۵۔ ہوٹل میں موجود ملازمین کو کچھ پیسے (ٹپ) دینا، اس کی دو صورتیں ہیں۔

(ا) اگر اس سے مقصود اس کے ساتھ معاملات میں ترجیح ہو جیسے زیادہ پانی دینا، صفائی کا سامان دینا یا ہوٹل میں موجود عام مقیم سے زیادہ اس کے ساتھ برتاؤ کرنا تو یہ رشوت ہے جو جائز نہیں۔

(ب) اگر اس سے مقصود صدقہ و احسان و حسن سلوک ہے، خاص طور پر ہوٹل چھوڑتے وقت تو یہ جائز ہے۔

۲۰۶۔ ہوٹل کی انتظامیہ جب مقیم کے کمرے سے محرمات جیسے نشہ آور چیزیں نکالنے کو کہے تو اس کا نکالنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ یہ منکر کو دور کرنے، اس سے پرہیز کرنے کے باب سے ہے۔

۲۰۷۔ ہوٹل میں مقیم اشخاص کے لئے ہوٹل میں موجود حرام جگہوں جیسے شراب کی بار رقص گاہ وغیرہ کی طرف جانا درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایسی جگہوں پر جانا شرعاً ممنوع ہے۔

۲۰۸۔ ہوٹل نے مقیم کے لئے جو شرطیں عائد کی ہیں جب تک وہ عقیدہ اور شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ان کی پابندی ضروری ہے۔

۲۰۹۔ ہوٹل میں مقیم افراد سے یا اس کے اہل وعیال سے ہوٹل کا جو سامان ٹوٹ جائے یا خراب ہو جائے اس کی اطلاع انتظامیہ کو دینا واجب ہے۔

۲۱۰۔ ہوٹل چھوڑتے وقت کمرے کی کنجی انتظامیہ کے سپرد کرنا واجب ہے۔ اس لئے کہ اس کی ایک قیمت ہے اور دوسرا بھی اس کو استعمال کرے گا۔ اس بارے میں اگرچہ ہوٹلوں کے درمیان فرق ہوتا ہے مگر اصل اس کو واپس کرنا ہے۔ اور جو شخص بھول

جائے تو ہوٹل کو اس کی اطلاع کر دے۔

۲۱۱۔ بعض مفاسد سے بچنے کے لئے ہوٹل چھوڑتے وقت مقیم کے لئے مناسب ہے کہ وہ انتظامیہ کو مطلع کر دے۔ اگرچہ کرایہ کی مدت ختم ہو گئی ہو۔ یہ دونوں فریق کے حق میں اور فقہی اختلاف سے دور رہنے کا مناسب طریقہ ہے۔

۲۱۲۔ معتبر اداروں کے لئے کم قیمت پر ہوٹل بک کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی: اگر ہوٹل پر اس ادارہ کو حاکمیت یا غلبہ و تسلط ہو تو اس صورت میں ڈسکاؤنٹ درست نہیں، اس لئے کہ وہ رشوت ہو جائے گی اور فساد و دشمنی کا سبب بھی بن جائے گی۔

دوسری: اگر ہوٹل پر اس ادارہ یا جہت کو حاکمیت یا نگرانی وغیرہ نہ ہو تو ڈسکاؤنٹ جائز ہے۔ اس لئے کہ معاملات میں اصل حلال ہے۔

باب نمبر ۲۱: کافر ممالک میں مسلم اقلیات کے بعض احکام

۲۱۳۔ عام معاملات میں جیسے شادی یا کامیابی وغیرہ پر کافر کو مبارکبادی دینا جائز ہے۔ لیکن اگر اس کے ملک سے جنگ چل رہی ہو تو جائز نہیں۔ اسی طرح کفار کے دینی شعائر ان کی عید، ان کے روزے وغیرہ کے موقع پر ان کو مبارکبادی دینا یا ان کی مناسبت میں شرکت کرنا اجماع اہل علم کے نزدیک ناجائز ہے۔

۲۱۴۔ کافر مریض کی عیادت کرنا اگر وہ جنگ کرنے والا نہ ہو تو جائز ہے۔ انس بن مالک

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
"ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا: اسلام لے آئو اس نے وہاں موجود اپنے باپ کی طرف دیکھا تو اس کے باپ نے کہا۔ "ابو القاسم کی بات مان لو، چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ جب نبی ﷺ وہاں سے نکلے تو آپ فرمار ہے تھے۔
"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اس لڑکے کو آگ سے نجات دے دی[1]"

۲۱۵۔ مسلمان کا کافر کے جنازہ کو دفن کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر وہاں غیر مسلم نہ ہو تو بصورت مجبوری یہ جائز ہے۔

۲۱۶۔ جمہور فقہاء کے نزدیک کفار سے تعزیت کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہاں اگر ان سے جنگ جاری ہو تو جائز نہیں۔ سوائے اس صورت میں جب کسی نقصان کا خوف ہو۔

۲۱۷۔ کفار کی تعزیت میں جو مناسب دعا ہو کریں۔ مگر ان کے لئے دعائے مغفرت و رحمت اور مال و اولاد میں کثرت کی دعا نہ کریں بلکہ یہ کہیں جیسے اللہ تم کو صبر دے، غم کو دور کرے وغیرہ۔

۲۱۸۔ کافر کا جنازہ اٹھانا یا جنازے کے ساتھ جانا درست نہیں، ہاں اگر والد ہو یا ایسا رشتہ دار کہ نہ جانے کی صورت میں بگاڑ کا اندیشہ ہو تو جائز ہے۔

۲۱۹۔ کافر کی قبر کی زیارت کرنا بغیر دعاء کئے اور سلام کئے جائز ہے۔

۲۲۰۔ کفار کو فرض زکوۃ، نذر و کفارہ وغیرہ دینا نا جائز ہے۔ ہاں اگر عام صدقہ ہو تو جائز ہے۔

۱۔ بخاری (۱۳۵۶)

۲۲۱۔ جب کسی شخص کو مسلمان سمجھ کر زکوۃ دی گئی پھر معلوم ہوا کہ وہ کافر ہے۔ تو اگر دئے گئے شخص کے بارے میں تلاش و جستجو کے بغیر زکوۃ دی گئی تو یہ صحیح نہیں ہے۔ اور پھر سے اس کو زکوۃ ادا کرنی ہو گی۔

۲۲۲۔ کافر ممالک میں روزہ رکھنے کی صورت یہ ہے کہ اگر وہاں اسلامی مراکز ہوں، اور ان کی رویت و قول کا اعتبار کیا جاتا ہو تو ان کی رویت کے مطابق روزہ رکھا جائے گا۔ اور اگر اس ملک میں کوئی معتبر رویت کا نظام نہ ہو قریب ترین ملک جہاں مسلمان رہتے ہوں ان کی رویت کا اعتبار ہو گا۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو اس سے قریب ترین ملک کی رویت کا اعتبار ہو گا۔

۲۲۳۔ جن ممالک میں رات اور دن طویل ہوتے ہیں ان میں روزہ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہاں رات و دن ہو تو اس کے مطابق روزے رکھا جائے گا اور اگر رات و دن نہ ہو بلکہ بعض مہینوں میں دن اور بعض مہینوں میں رات کا نظام ہو تا ہے تو اس کے قریب ترین ملک کے مطابق جس میں رات و دن کا نظام ہے، روزہ رکھا جائے گا اور افطار کیا جائے گا۔

۲۲۴۔ جب فتنہ اور منکر کا خوف نہ ہو تو کافر کی اس کے گھر میں زیارت کرنا جائز ہے اور اگر اس کے اسلام لانے یا اسلامی دعوت کے غرض سے یہ زیارت ہو تو مستحب ہے۔

۲۲۵۔ کافر کو تحفہ دینا یا اس کے تحفہ قبول کرنا عام حالات میں یا بچے کی پیدائش کی مناسبت سے یا کسی کامیابی کے موقع پر جائز ہے۔ مگر جب اس میں کوئی حرام چیز شامل ہو تو قبول کرنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح کفار کو ان کی عید کی مناسبت سے تحفہ دینا جائز نہیں۔ لیکن اگر وہ مسلمان کو اس کی عید پر کوئی ہدیہ دے جس میں کوئی حرام چیز شامل نہ ہو تو ان کو قبول کرنا جائز ہے۔

۲۲۶۔ کفار کے ان ذبیحوں کا کھانا جو ان کی عید وغیرہ کی مناسبت سے ذبح کئے گئے ہیں، جائز نہیں ہے۔

۲۲۷۔ کفار کی مجالس اور کھانے کی پارٹیوں میں شرکت کرنا جو حرام امور پر مشتمل ہوں جائز نہیں ہے۔ مگر جب ضرورت ہو اور نقصان کا اندیشہ ہو تو جائز ہے۔

۲۲۸۔ کافر کی چھینک کا جواب دینا جائز ہے۔ جیسا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود نبی ﷺ کے پاس چھینکتے تھے اس امید میں کہ آپ ''یرحکم اللہ'' کہیں گے۔ مگر نبی ﷺ فرماتے تھے'' يهديكم الله ويصلح بالكم '' اللہ تم کو ہدایت دے اور تمہارے حال کو درست کر دے[1]۔ ''

۲۲۹۔ کفار کو شروع میں سلام کرنا جائز نہیں البتہ ان کو ''صبح بخیر'' وغیرہ کہنا جائز ہے۔ ہاں اگر وہ سلام کریں تو انھیں جواب میں ''وعلیکم'' کہا جائے۔

۲۳۰۔ ان سے مصافحہ کرنا جائز ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ معانقہ نہ کیا جائے اس لئے کہ یہ محبت اور خوشنودی کی علامت ہے۔

۲۳۱۔ کافر ممالک میں کھانا کھانے کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) سبزی، پھل، اور غلے جیسے آٹا، گیہوں، چاول وغیرہ یہ سب جائز ہیں۔

(۲) ہر قسم کے سمندری کھانے جائز ہیں۔

(۳) گوشت وغیرہ کے بارے میں درج ذیل احوال ہیں۔

(ا) اہل کتاب کے علاوہ دیگر مشرکین جیسے مجوسی، ہندو، پارسی، ملحدین وغیرہ کے ذبیحہ

ا۔ احمد (۱۹۵۸۶) ترمذی (۲۷۳۹) ترمذی نے اسے صحیح کہا اور امام نووینے الاذکار (۳۴۴) میں صحیح کہا ہے۔

اگر چہ وہ اسلامی طریقہ پر ذبح کئے گئے ہوں اور ان پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، بالاجماع حرام ہیں۔

(۲) اہل کتاب کے ذبیحے کی مندرجہ ذیل چند صورتیں ہیں۔

پہلی: جس کے بارے میں علم ہو کہ وہ شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے۔ اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ تو اس کا کھانا جائز ہے۔

دوسری: جس کے بارے میں علم ہو کہ وہ غیر شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے۔ تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں۔

تیسری: جس کے بارے میں علم نہ ہو کہ وہ جانور شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے یا نہیں یا اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں تو اس کا کھانا حرام ہے۔ اس لئے کہ اس میں اصل اور ان کے حالات کی مناسبت سے بہتر یہی ہے کہ وہ اسلامی طریقے پر ذبح نہیں کیا گیا ہو گا۔

چوتھی: جس کے بارے میں علم ہو کہ وہ جانور شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے لیکن اس پر اللہ کا یا کسی غیر کا نام نہیں لیا گیا ہے تو اس کا کھانا حرام ہے اس لیے کہ تسمیہ شرط ہے

(۳) جس قوم کا حال معلوم نہ ہو کہ وہ اہل کتاب ہیں یا نہیں ہیں، ان کا ذبیحہ اصل کا اعتبار کرتے ہوئے کھانا جائز نہیں ہے۔

۲۳۲۔ کفار کے برتنوں میں کھانا اگر یہ علم ہو کہ وہ ناپاک چیزوں میں ان کا استعمال نہیں کرتے ہیں تو جائز ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ناپاک چیزوں میں ان کا استعمال کرتے ہیں یا گمان غالب ہو کہ وہ ایسا کرتے ہیں اور ان برتنوں کے علاوہ دوسرے موجود نہ ہوں تو انھیں ضرور دھویا جائے پھر استعمال کیا جائے۔ اور دیگر برتن مل جائیں تو

انھیں چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہے۔
۲۳۳۔ کفار کے ہوٹل میں کھانا اگر اس میں سور کا گوشت یا شراب وغیرہ دیگر حرام چیزیں شامل ہوں تو جائز نہیں۔ اور اگر مجبوری ہو تو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ اس میز پر نہ بیٹھیں جن پر سور کا گوشت استعمال ہو رہا ہے۔
۲۳۴۔ دیوار میں لٹکے ہوئے حوض میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے بشرطیکہ کپڑے کو نجاست سے محفوظ رکھا جائے۔
۲۳۵۔ کفار کے کپڑوں کے ساتھ مسلمان کا کپڑا دھونا جائز ہے۔
۲۳۶۔ کفار کے کپڑوں کو دھونے سے پہلے استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ شرمگاہ کو چھوئے نہ ہوں، جیسے قمیض وغیرہ اور اگر شرمگاہ کو چھوئے ہوں جیسے پاجامہ وغیرہ تو بہتر ہے کہ دھونے سے قبل انہیں نہ پہنا جائے دھونے کے بعد کوئی حرج نہیں۔
۲۳۷۔ کافر کو قرآن مجید دینے کی دو صورتیں ہیں۔
(۱) کافر کو قرآن دینا جائز نہیں اس لئے کہ وہ ناپاک ہے اور اندیشہ ہے کہ وہ اس کی بے ادبی کرے۔
(۲) ترجمہ والا قرآن اور اس کی تفسیر خاص طور پر اس امید میں کہ وہ اسلام قبول کرے گا دینے میں کوئی حرج نہیں۔

باب نمبر ۲۲: سفر سے واپسی کے مسائل

۲۳۸۔ ضرورت ختم ہو جانے کے بعد سفر سے گھر واپس آنے کے لئے جلدی کرنا مستحب ہے۔
۲۳۹۔ سفر سے واپسی کے وقت مسجد میں مسافر کا دو رکعات پڑھنا مستحب ہے۔ اگر مسجد

بند ہو تو اپنے گھر میں پڑھ لے۔ ممنوعہ اوقات نماز میں بھی انھیں پڑھ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ سبب والی نماز ہے۔ کیا خاتون بھی اسے پڑھیں گی؟ یہ محل احتمال ہے۔ اگر پڑھ لے تو جائز ہے

۲۴۰۔ نبی ﷺ نے سفر سے واپسی پر خاص طور پر جب مدت زیادہ ہو مر د کو رات میں اپنے گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرمایا ہے[1]۔

لیکن جب ان کو آمد کی اطلاع ہو تو یہ ممانعت ختم ہو جاتی ہے۔

۲۴۱۔ سنت یہ ہے کہ جب آدمی سفر سے واپس آئے تو اس کے دوست، احباب آکر اس کو سلام کریں۔ اور جب کوئی سفر پر جائے تو وہ اپنے احباب کو الوداع کہے اور ان سے دعاء لا کی درخواست کرے۔

۲۴۲۔ سنت یہ ہے کہ سفر سے آنے والے کو اٹھ کر معانقہ اور زیارت کی جائے۔

۲۴۳۔ سفر سے واپس آنے والے کے لئے دعوت کرنا مستحب ہے۔ یا مسافر جب واپس آئے تو خود ہی احباب کی دعوت کرے۔

باب نمبر ۲۳: دعوت کے راستے میں[2]

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا اپنے دل و دماغ میں اپنے سفر و حضر میں صرف دعوت الی اللہ اور لوگوں کی تعلیم کا غم رکھتا ہے۔ اس لئے کہ یہی اس کا کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا، صبح و شام اور موت و حیات ہوتی ہے۔ اس لئے اسے علمی اور دعوتی پروگرام کو ہر حال میں ترتیب دینا چاہئے۔ ان پروگراموں میں کچھ درج ذیل ہیں۔

ا۔ بخاری (۱۸۰۰) مسلم (۱۹۲۸) ۲۔ تفصیل کے لئے مؤلف کی کتاب "فتح آفاق للعمل الجاد" دیکھیں۔

(ا) قابل اعتماد علماء کی کتابیں، پمفلٹ، سی ڈیز اور کیسیٹ وغیرہ دیگر مسافرین کو دینا چاہیے۔ اور راستے کی مساجد میں انھیں رکھنا چاہیے۔

(ب) سفر کے دوران مفید پروگرام جیسے علمی دروس، انعامی مقابلات، قرآن مجید کی بعض سورتیں، احادیث کریمہ اور مسنون دعاؤں کے حفظ کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(ج) سفر میں چونکہ طویل وقت تک اہل وعیال کے ساتھ رہنے کا موقع ملتا ہے اس لئے ان کی تربیت اور تعلیم پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

(د) دوست واحباب اور رشتہ داروں کی زیارت اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہیے۔

(ہ) علماء کرام، دعاۃ اور اسلامی جمعیات کی زیارت کرکے استفادہ کریں اور بھلائی، نیکی، تقویٰ اور دیگر چیز کے امور پر ان سے صلاح ومشورہ کریں۔

(و) سفر میں جن کتابوں کی ضرورت پڑ سکتی ہے انھیں ساتھ میں رکھ لیں۔ اور دیگر مکتبات کی زیارت کرکے ان سے استفادہ کریں۔

اخیر میں ہم اللہ تعالیٰ سے مفید علم، نیک عمل، اپنے اعمال، عمر، آل و اولاد میں برکت کی دعاء اور اپنے دلوں کی پاکی وصفائی اور اسلام و مسلمانوں کے حفظ و امان کی دعاء کرتے ہیں۔

والحمد الله رب العالمين۔